رزقِ حلال اور سود
اسلامی نقطۂ نظر سے
محمد عابد رضا برکاتی مصباحی
صدر المدرسین دار العلوم برکاتِ سادات (اندور)
رفیقِ ملت اکیڈمی
بونچی شیش گڑھ، ضلع بریلی شریف (یوپی)

۷۸٦/۹۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رزق حلال
اور
سود اسلامی نقطہ نظر سے

محمد عابد رضا برکاتی مصباحی

صدرالمدرسین: دارالعلوم برکات سادات (اندور)

ناشر

رفیق ملت اکیڈمی

بونچی، شیش گڑھ، ضلع بریلی شریف (یوپی)243505

نام کتاب : رزق حلال اور سود اسلامی نقطہ نظر سے

مؤلف : محمد عابد رضا برکاتی مصباحی

ناشر : رفیق ملت اکیڈمی
بونچی، شیش گڑھ، ضلع بریلی شریف (یوپی)

طبع : ۱۴۳۹ھ / ۲۰۱۸ء

پروف ریڈنگ : ازخود

کمپوزنگ : خود

تعداد : گیارہ سو (۱۱۰۰)

قیمت : -------

رابطہ کا پتہ

محمد عابد رضا برکاتی مصباحی

دارالعلوم برکات سادات، نزد سنی گارڈن، رانی پیلیس، چندن نگر، اندور

9421192786/9860241786

ملنے کے پتے

- رفیق ملت اکیڈمی، بونچی، شیش گڑھ، بریلی شریف 243505
- دارالعلوم برکات سادات نزد سنی گارڈن رانی پیلیس چندن نگر، اندور
- سنی حنفی دارالافتاء نزد نورانی محمدی مسجد، چندن نگر اندور
- خواجہ بک ڈپو، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ٦
- دارالعلوم اہل سنت، جعفر پور، شیش گڑھ، بریلی شریف

فہرست مضامین

شرف انتساب

انسانیت کے محسن اعظم، پیغمبر امن ورحمت، داعیٔ ملت آدم
جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کے نام

مضطرب انسانیت کو جن کی تعلیمات کی سخت ضرورت ہے۔ اور آپ کے ان جاں نثاروں کے نام جو اسلام کی کشتی کو طوفانوں کی زد سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے بعد بھی مسکرائے۔ جلالت العلم ابوالفیض حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے نام، جن کی نگاہ ولایت نے ہزاروں افراد کو نا معلوم کتنی سرفرازیاں عطا فرمائیں۔ ان شاہین صفت اساتذہ کرام کے نام جن کی کاوشوں سے ہزاروں تشنگان علوم نبویہ فیضیاب ہو رہے ہیں اور بالخصوص والدۂ مکرمہ کے لئے نذر جن کی دعائے سحر گاہی نے ایک بیٹے کو کسی لائق بنایا اور اس کی فیروز بختی کا ستارا چمکا دیا۔ اور کسی بیٹے کے حق میں مقبول ہو کر اس کی قسمت کا ستارا چمکا گئی۔

(اللہ ان کو غریق رحمت فرمائے آمین۔)

نیاز کیش
محمد عابد رضا برکاتی مصباحی

بروز بدھ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ

۱۲/۰۶/۲۰۱۸ء

کلمات سید

(از: فخر مالوہ مفتی شہر اندور حضرت علامہ مفتی سید محمد صابر علی رضوی مصباحی مدظلہ العالی
ناظم اعلیٰ دارالعلوم برکات سادات وصدر سنی حنفی دارالافتاء، چندن نگر، اندور

اسلام ایک ہمہ گیر فلسفہ حیات کا نام ہے، اس نے تمام شعبہ حیات میں ایسا عملی انقلاب بر پا کیا جس کی نظیر تواریخ عالم میں دور دور تک نہیں ملتی ۔اسلام کا نظام تجارت ومعیشت اپنی الگ ساخت رکھتا ہے۔

سود کی برائی قرآن احادیث میں وارد ہے ۔حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ سود کے ستر درجے ہیں اور کم تر درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے بدکاری کرے ۔سود کی ہولنا کیوں اور قباحتوں میں غور کرنے پر جسم کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔روح کانپ جاتی ہے دل ودماغ سکتے میں آجاتے ہیں۔اللہ اس برائی سے ملت کی حفاظت فرمائے۔

ہمارے سامنے کتاب (رزق حلال اور سود اسلامی نقطہ نظر سے) میں سود کی تباہ کاریوں اور اس کے بھیانک اثرات کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔سودی کاروبار نے آج دنیا میں جو قیامت بر پا کی ہے کسی پر مخفی نہیں ہے۔رزق حلال کی کیا اہمیت ہے اور سود کتنی بھیانک چیز ہے اس کا اندازہ کتاب پڑھ کر ہی کیا جاسکتا ہے تا کہ نسل انسانی اس کی تباہ کاریوں سے آگاہ رہے۔پھر کتاب وسنت کی روشنی میں سود کی حرمت کو واضح کیا گیا ہے۔

یہ کتاب برادر گرامی قدر حضرت مولانا مفتی محمد عابد رضا مصباحی اطال اللہ عمرہ کی ایک قلمی کاوش ہے، جو جواں سال متحرک وفعال عالم دین ہیں، دارالعلوم برکات سادات کے موجودہ پرنسپل ہیں۔ اچھے خطیب اور قلم کار ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقے میں ان کی خدمات قبول فرمائے۔آمین

دعا گو: سید محمد صابر علی رضوی مصباحی

ناظم اعلیٰ دارالعلوم برکات سادات چندن نگر اندور

۱۲ شوال المکرم ۱۴۳۹ھ/ ۲۷ جون ۲۰۱۸ء

حرفِ اکرام

از: حضرت علامہ مولانا سید محمد اکرام الحق صاحب قبلہ مصباحی مدظلہ العالی
صدر المدرسین دار العلوم محبوب سبحانی کرلا ویسٹ ممبئی

دینِ اسلام ایک مکمل نظامِ زندگی ہے، اِس نے زندگی کے ہر شعبے میں انسانیت کی رہ نمائی کی ہے، اِس نے حصولِ رزق کے بھی اصول وقوانین مقرر کیے ہیں، اُن قوانین کی روشنی میں جو رزق حاصل ہوگا وہ ''حلال'' ہوگا اور جس رزق کے حصول میں اُن کی رِعایت نہ کی جایے گی اُسے حرام و ناجائز قرار دیا جائے گا۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو حلال کمانے کی ترغیب دی ہے اور حرام خوری کے انجامِ بد سے ڈرایا ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ رزقِ حلال کمائے اور رزقِ حرام سے مکمل پرہیز کرے۔ مگر افسوس! کہ آج اکثر مسلمانوں کے حالات بد سے بدتر ہو چکے ہیں، ذریعۂ معاش اختیار کرتے وقت اُنہیں ذرا بھی پرواہ نہیں ہوتی کہ یہ کام حلال ہے یا حرام؟ حالاں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حلال کمائی کی تلاش بھی فرائضِ خداوندی کے بعد ایک فریضہ ہے۔ [مشکوۃ: ص: ۲۴۲]۔ اِس لئے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ رزقِ حلال حاصل کرنے کے اسلامی طریقوں کو جانے اور خود کو اور اپنے اہل وعیال کو رزقِ حرام کی تباہ کاریوں سے بچائے۔ اِس لیے ذیل میں رزقِ حلال کے چند اسلامی طریقے لکھے جا رہے ہیں۔

تجارت: اسلام میں تجارت کو افضل ترین کمائی قرار دیا گیا ہے، مسلمانوں کے لیے تجارت بہترین اور افضل ترین ذریعۂ معاش ہے۔ تجارت حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور بہت سے انبیائے کرام علیھم السلام کی پیاری سنت بھی ہے، تجارت کو پروردگارِ عالم نے اپنا ''فضل'' قرار دیا ہے۔ اُس نے ارشاد فرمایا: [ترجمہ] جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ [پارہ: ۸، جمعہ: ۱۰] قرآنِ مقدس میں صرف ایک

مقام پر نہیں بلکہ متعدد مقامات پر تجارت کو "فضل" کہا گیا ہے۔ ہم سب کے سردار حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی احادیثِ مبارکہ میں اپنے غلاموں کو تجارت پر ابھارا ہے اور پاکیزہ تجارت کے دینی و دنیوی فائدے بیان فرمائے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "التاجر الصدوق الأمین مع النبیین والصدیقین والشھداء" سچا امانت دار تاجر بروزِ قیامت نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا (الجامع الترمذی، رقم الحدیث: ۱۲۵۲) سبحان اللہ! آپ غور فرمایئے! کتنی بڑی بشارت ہے، کہ جو تاجر امانت داری اور سچائی کے ساتھ تجارت و بزنس کرتا ہے اُس کا حشر اللہ عزوجل کے مقدس نبیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

مگر تجارت اُسی وقت فلاح وظفر کا سبب بنے گی جب کہ اُس میں شرعی حدود کا خیال رکھا جائے۔ لہٰذا تجارت کرنے والا اِن دو باتوں کا خاص خیال رکھے۔

سچائی: سچائی مؤمن کا زیور ہے، اِس سے ایمان میں کمال پیدا ہوتا ہے۔ مسلمان جب تجارت کرے تو اس پر اور زیادہ لازم و ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ سچ بولے اور پوری امانت داری کا مظاہرہ کرے۔ جھوٹ ہرگز نہ بولے۔ سودے کے عیب و خوبی کو سچ سچ بیان کرے اور سامان بیچنے میں کسی قسم کی دھوکہ دھڑی اور غلط بیانی سے کام نہ لے۔ مگر صد افسوس! کہ آج کل تجارت میں جھوٹی قسمیں کھانا، سامان کے عیبوں کو چھپانا، خیانت کرنا اور ملاوٹ کرنا عام تاجروں کا معمول بن گیا ہے، بلکہ بعض نادان تو اِن عیبوں کو ایک کامیاب تاجر کے لئے لازم قرار دیتے ہیں حالانکہ حدیثِ پاک میں آیا کہ جو شخص جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی جانب نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا، نہ ہی اُسے گناہوں سے پاک کریگا، اُس کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ (مشکوۃ، بخاری، مسلم)

صحیح ناپ و تول: کامیاب تجارت کے لیے یہ بھی ضروری ہے، کہ تاجر ناپ تول صحیح رکھے، کیوں کہ ناپ و تول میں کمی بہت بڑی خیانت اور بدعہدی ہے، اِس کے ناجائز و حرام ہونے میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کیا جا سکتا، اللہ رب العزت نے فرمایا: ناپ و تول انصاف کے ساتھ پورا کرو، (انعام: ۱۵۲) لہٰذا ہر تاجر اپنا باٹ اور پیمانہ درست رکھے، اور

ناپ تول میں ہر قسم کی دھوکہ بازی سے گریز کرے، ورنہ اس سے حاصل ہونے والا رزق حرام ہوگا اور قبر میں سخت ذلت کے عذاب کا سامنا ہوگا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

پاکیزہ تجارت کا حصول اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک تاجر، تجارت کے شرعی احکام و مسائل سے آگاہ نہ ہو۔ احکامِ تجارت سے نا آشنائی ایک طرف بے برکتی کا سبب بنتی ہے تو دوسری جانب تاجر کو حرام کاری میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اِس لئے ہر بزنس مین پر لازم ہے کہ وہ تجارت کے ضروری مسائل سے آگاہ ہو۔

پیشِ نظر کتاب (رزق حلال اور سود اسلامی نقطہ نظر سے) جس میں رزق حلال کی اہمیت اور سود کی برائی کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب حضرت مولانا مفتی محمد عابد رضا مصباحی صاحب کی بہترین قلمی کاوش ہے اللہ جل مجدہ اسے مقبول و مفید انام بنائے۔ مولانا موصوف عمدہ صلاحیتوں کے مالک خوش اخلاق اور باذوق عالم دین ہیں، لکھنے پڑھنے کا اچھا ذوق رکھتے ہیں، اس سے قبل ان کی کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ اللہ انہیں مزید بلندیاں نصیب فرمائے۔ آمین

(حضرت علامہ و مولانا) سید محمد اکرام الحق مصباحی
دار العلوم محبوب سبحانی کرلا ویسٹ ممبئی

سود کے ناسور میں الجھا مسلم معاشرہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ،
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَ سَیِّدِ اَنْبِیَائِہٖ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ
اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَمَنْ تَبِعَھُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ اَمَّا بَعْدُ!

احکام شریعت میں سود کی حرمت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ مسلمانوں کو اس کے بارے میں غور و فکر کی ضرورت پڑے۔ مسلمان خوب جانتا ہے اور اسے اچھی طرح معلوم ہے کہ سود حرام ہے۔ بلکہ اس کی برائی کے بارے میں تو غیر بھی جانتے ہیں کہ یہ اچھی چیز نہیں ہے۔ اس کی برائی جگ ظاہر ہے۔ کیوں کہ یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ اسلام کی بہاروں کی آمد سے قبل بھی عرب کے جاہلی معاشرے میں اس کا چلن عام تھا۔ مکہ میں کفار قریش ہوں یا پھر مدینہ کی سرزمین کے یہودی ہوں گردن گردن تک سودی کاروبار میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ذاتی اور تجارتی معاملات سب میں سود کا عام رواج تھا۔ اور یہ نحوست مختلف راستوں سے جاری رہی۔ اور اب ماضی قریب میں جب سے یہودیوں نے دوبارہ آنکھیں کھولیں ہیں سودی گراف پھر بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ چاہے وہ گھریلو معاملات ہوں، معاشی حالات ہوں یا کاروباری امور سب پر سودی گرفت بہت مضبوط ہو گئی۔ دنیوی قوانین نے انسان کو ایسا جکڑ لیا ہے کہ آج کوئی تجارت یا صنعت یا کوئی معاشی نظام، بغیر سود کے چلنا دشوار ہو گیا ہے۔ اگر چہ ماہرین کا ماننا ہے کہ سود معاشرے کی ترقی کا ضامن نہیں ہے بلکہ ایک خطرناک کیڑا ہے جو ریڑھ کی ہڈی میں لگ گیا ہے جب تک اس کو نہ نکالا جائے گا دنیا کی معاشیات اعتدال پر نہیں آسکتی ہیں۔

یہ خیالات کسی اسلامی اسکالر کے نہیں بلکہ یورپ کے ایک مشہور محقق و مدبر کے

ہیں۔ ہاں ! اس میں شبہ نہیں کہ آج دنیا میں مشرق سے مغرب تک تمام تجارتوں میں سود کا جال اس طرح بچھ گیا ہے کہ کوئی فرد واحد کیا، کوئی ایک جماعت بھی مل کر اس سے نکلنا چاہے تو تجارت چھوڑنے یا نقصان اٹھانے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ عام تاجروں نے اب یہ سوچنا بھی چھوڑ دیا ہے کہ سود جو حرام ترین چیز اور بدترین سرمایہ ہے اس سے کس طرح نجات حاصل کی جائے۔ اس میں عام مسلمانوں کا ذکر کیا کیا جائے وہ لوگ جو اپنے آپ کو دین دار اور پرہیز گار ثابت کرتے نہیں تھکتے۔ نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کا خوب اہتمام کرتے ہیں، شریعت کے متبع بنتے ہیں، راتوں کو تہجد گذار نظر آئیں گے، اللہ اللہ کی صدائیں ان کی زبانوں پر نظر آئیں گی۔ مگر جب وہ اپنی کاروباری دکان پر پہنچیں گے تو آپ خود مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ ایک بنیا یا یہودی تاجر اور ان میں آپ کو کوئی ذرہ برابر فرق نظر نہیں آئے گا۔ اب عالم یہ ہے کہ اس کے تمام ذرائع آمدنی وہی ہیں جو ایک یہودی اور دوسرے غیر مسلموں کے ہیں۔ اور اب معاملات یہاں تک پہنچ گئے کہ ان کے سامنے حلال وحرام کا ذکر بھی عیب اور بے وقوفی ہے۔

دوسری طرف شریعت بے زاری نے قوم کا یہ حال کر دیا ہے کہ ہزاروں مسلمان آپ کو ایسے مل جائیں گے کہ ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ سود اسلام میں حرام ہے۔ اور اب سود کی نئ نئ شکلیں نکلنے کی وجہ سے یہ مرض امت مسلمہ میں اتنا عام ہو گیا کہ بہت سے مسلمانوں کو تو یہ بھی پتا نہیں کہ یہ چیز سود ہے کہ نہیں۔ حالانکہ ایسے معاملے سودی ہونے کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔ ان میں بہت سے معاملات ایسے بھی ہیں جن کی مروجہ شکل سود در سود پر مشتمل ہے۔ لیکن اگر لوگ چاہیں اور شرعی اصول اپنا کر اپنی تجارت کریں تو آسانی کے ساتھ ایسے معاملات پر قابو پایا جا سکتا ہے (اس کو ہم فقہاء کرام کے حوالے سے آخر میں بیان کریں گے ان شاء اللہ) اور اپنے معاملات کو ایسے معاملے کی صورت میں بدل سکتے ہیں جو سود سے خالی ہو۔ اور مسلمان اگر اپنے ذاتی معاملات میں بس کچھ غور وفکر سے کام لیں تو کافی حد تک سودی کاروبار پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ پہلی چیز یہ کہ وہ مسلمان ہونے کے ناطے کم از کم یہ کوشش تو ضرور کرے کہ حرام کمائی سے بچنے کی فکر میں لگا رہے۔

اسلام میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جنہیں قرآن واحادیث نے حرام کیا ہے۔لیکن سود کے معاملے میں جو وعیدیں وارد ہوئی ہیں ان کو دیکھ کر آپ دنگ رہ جائیں گے مثلاً کسی گناہ کے بارے میں نہیں ہے کہ اللہ ورسول سے انسان اعلان جنگ کر رہا ہے۔مگر سود کے بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا کہ وہ اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان جنگ کر رہا ہے۔

سودی نظام تجارت نے جہاں اور دگر قوموں کو متأثر کیا ہے وہیں اس کی لپیٹ میں مسلمان بھی آ گئے اوراس میں پھنس کر اپنی تجارت وآخرت دونوں کو برباد کر رہے ہیں۔سود کیا ہے اوراس کی تباہیوں اور ہولنا کیوں کا جو قرآن واحادیث میں جو تذکرہ موجود ہے آنے والے اوراق میں آئے گا۔ یہاں اتنا سمجھ لیں کہ ”قرض کی اصل رقم پر جو زائد رقم مدت ومہلت کے مقابلے میں بطور شرط ومعاہدہ لی جائے وہ سود ہے۔اور یہ تعریف دور جدید کے سود مفرد اور سود مرکب پر یقیناً صادق آتی ہے۔اصل رأس المال پر ایک پیسے کا اضافہ لیا جائے یا کئی کئی گنا اضافہ لیا جائے وہ ربا یعنی سود ہے۔جب کہ اس اضافے کی شرط معاہدے کے وقت لگائی گئی ہو۔“

مسلم معاشرہ شریعت سے دوری کی وجہ سے آج جہاں اور بہت سی برائیوں میں مبتلا ہو چکا ہے وہیں معاشرے کے بہت سے افراد سود کی نحوست میں بھی جکڑ گئے ہیں۔اور اب عالم یہ ہے کہ بلا خوف وملامت سود کا لین دین کر رہے ہیں۔سودی کاروبار میں پورے طور پر گھس چکے ہیں اور چھوٹے چھوٹے معاملات میں بلا خطر سود کی طرف ہاتھ بڑھا دیتے ہیں۔ذرا کوئی پریشانی آئی سودی قرض کی طرف دوڑنے لگتے ہیں۔کوئی بیماری ہو سود،کوئی اور معاملا ہو فوراً سود، شادی بیاہ میں سود، کھانے پینے کی نمائش کے لئے سود، اپنی اوقات سے اوپر اٹھنے کے لئے سود اور اب تو بات یہاں تک پہنچی کے لڑائی جھگڑے میں بھی سود لیا جانے لگا تا کہ کہیں ناک نیچی نہ ہو جائے۔جو قوم اپنے آپ کو اتنا ذلیل ورسوا کر لے،کیا وہ کبھی ترقی کر سکے گی؟۔

اگر ٹھنڈے دماغ سے غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس کا واحد سبب قوانین اسلام

سے دوری ہے۔جس کی وجہ سے انسان اس بدی کے دلدل میں پھنستا جا رہا ہے۔دین سے بے زاری نے اس کے گلے میں ذلت و رسوائی کا طوق ڈال دیا ہے۔شاعر مشرق علامہ اقبال نے بہت پہلے پیاری بات کہی تھی کہ

طریق مصطفی کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی — اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی
ہمیں کرنی ہے شاہنشاہ بطحہ کی رضا جوئی — وہ اپنے ہو گئے تو رحمت پروردگار اپنی

اگر ہم اپنی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو معلوم ہوگا مسلمانوں کے دور اقتدار میں قرون اولیٰ سے لے کر اب سے کچھ عرصہ قبل تک سب کچھ مسلمانوں کے قبضہ میں تھا۔مگر قوم مسلم سود سے پاک رہی کیوں کہ ان کا ایمان پکا اور شریعت پر کامل عمل تھا۔انہوں نے نفع ونقصان برداشت کیا مگر کبھی وہ نفع نہ لیا جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے حبیب حضور رحمت عالم ﷺ نے حرام فرمایا۔یعنی سود کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ یہ ایک ایسی لعنت ہے جس نے گھروں کو برباد کر دیا، بستیوں کو اجاڑ دیا، شہروں اور قصبوں کو تباہ کر دیا ہے۔

سود کتنی تباہ کن چیز ہے اس کو آپ ائندہ صفحات میں ملاحظہ کریں گے۔مگر ہم یہاں اتنا بتاتے چلیں کہ سود خور کے بارے میں اللہ رب العزت فرماتا ہے"سود خور نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اعلان جنگ کیا۔" وہ کتنا جری گنہ گار ہوگا کہ اللہ ورسول سے اعلان جنگ کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سود کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا: سود کے ستر درجہ ہیں۔اور سب سے کم تر درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔اللہ اکبر!

آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ سود کا گراف مسلم معاشرے میں بڑی تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے۔اور اب تو انجام بد یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ غیر مسلم فائننسر مسلم علاقوں میں بے دھڑک گھوم گھوم کر سودی قرض مہیا کرا رہے ہیں، جس کو چکانے کے لئے قوم مسلم اپنی گاڑھی کمائی داؤ پر لگا رہی ہے۔وہیں اب عالم یہ ہے کہ مسلم معاشرے کی خواتین اپنی عزت وآبرو کو بھی غیر مسلموں کے ہاتھ سودی قرض کے عوض نیلام کر رہی ہیں۔العیاذ باللہ!
(اس سے قبل ان کو موت کیوں نہ آ گئی۔مسلمان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا سب کچھ بھی قربان ہو جائے اسے منظور ہے مگر عزت وعصمت پر داغ آئے وہ کبھی گوارہ نہیں کرے

گا۔تاریخی اسلام ایسے ہزاروں واقعات سے بھری پڑی ہے جن کو پڑھ کر ہمارے معاشرے کو ہوش کو ناخن لینے کی ضرورت ہے۔)

ان حالات کو دیکھتے ہوئے دل کبھی کبھی بیٹھنے لگتا ہے۔حالات کا تقاضہ تھا کہ اپنی قوم تک پیغمبر اسلام کا پیغام حق پہنچایا جائے۔میری یہ خواہش کافی دنوں سے تھی۔مزید یہ کہ ہمارے کرم فرما علماء نواز،علم دوست مکرم ومحترم بھائی عبدالمتین صاحب (پونہ،مہاراشٹرا) نے پچھلے دو سالوں میں کئی مرتبہ اس درد کا ذکر کر کے کچھ لکھنے کو کہا کہ میں اس حوالے سے کچھ لکھوں۔مگر بسیار کوششوں کے باوجود وقت نہ مل سکا۔اور پھر سال ۲۰۱۷ء میں میرے ساتھ کئی ایک حادثے پیش آئے۔سب سے بڑا اور دردناک حادثہ جس کے چلتے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی وہ والدۂ مکرمہ مرحومہ ومغفورہ کا وصال تھا۔خاص ربیع النور کے چاند والے دن ہمیں وہ روتا بلکتا چھوڑ گئیں۔جس سے کمر ہمت ٹوٹ گئی۔کئی مہینے گھر خالی بیٹھا رہا اور کوئی کام نہ ہو سکا۔کبھی قلم اٹھاتا بھی تو قلم و ہمت دونوں ساتھ چھوڑ جاتے۔مگر اندور (مدھیہ پردیش) آنے کے بعد عبدالمتین بھائی کے اصرار پر یہ کام رمضان المبارک کے مبارک ومسعود مہینہ میں ۵ رمضان المبارک کو شروع کیا اور الحمدللہ اب پایہ تکمیل کو بھی پہنچ گیا۔اس موقع پر مجھے اپنے اور دنیائے سنیت کے محسن امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز کا یہ شعر یاد آرہا ہے کہ

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے　　دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے دنیا سے یکسو ہو کر آپ ٹھنڈے دماغ سے اس کے مشمولات کا مطالعہ کریں اور فکر دنیا وآخرت لے کر اپنی اور اپنی قوم کی بھلائی کے لئے اس اسلامی پیغام کو عام کریں اور قوم تک اس کو پہنچائیں تا کہ مسلم معاشرہ سود کی تباہیوں سے محفوظ رہ سکے۔

خیر اندیش

محمد عابد رضا برکاتی مصباحی بریلوی

صدر مدرس دارالعلوم برکات سادات،چندن نگر،اندور (مدھیہ پردیش)

۲۷/رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ

اسلام کا نظام تجارت بہت عظیم الشان ہے جس میں انسانی فلاح وبہبودی کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ ربا یعنی سود حرام قطعی ہے اس کی حرمت کا منکر کافر ہے اور حرام سمجھ کر جو اس کا مرتکب ہے فاسق مردود الشہادۃ ہے۔ عقد معاوضہ میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف زیادتی ہو کہ اس کے مقابل میں کچھ نہ ہو یہ سود ہے۔

دین اسلام اللہ رب العزت کا محبوب دین ہے جو اس نے اپنے محبوب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا، جو اپنے اندر بے شمار خصوصیات اور امتیازات رکھتا ہے، اس کے جملہ احکام اپنے اندر اعتدال کا پہلو رکھتے ہیں جو بنی نوع انسان کے لئے دینی اور دنیوی مصلحتوں کی تکمیل کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو ہر قسم کے مفاسد ونقصانات سے محفوظ رکھتا ہے، یہی دین حنیف ہے جو اپنے اندر پیار محبت، رحمت ورأفت، اخلاص ووفا، ایثار و قربانی، امانت ودیانت، لطف وکرم کا عظیم جوہر رکھتا ہے۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کے لئے ساری چیزیں واضح فرمادیں اور حلال وحرام کا فرق بھی خوب خوب واضح فرمادیا۔ جو چیزیں اسلام میں حلال تھیں ان کی صاف صاف وضاحت کردی اور جو حرام تھیں ان کو بھی بتادیا گیا۔ اگر آپ قرآن مقدس کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو حلال رزق کھانے کی کتنی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ﳲ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۝۱۶۸ (البقرۃ)

اے لوگو! کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (کنزالایمان)

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا۪ وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۝۱۱۴ (النحل)

تو اللہ کی دی ہوئی روزی حلال پاکیزہ کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اس کی

عبادت کرتے ہو۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ (المائدۃ)

اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے۔ (کنزالایمان)

ایک اور جگہ حلال رزق کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔ (البقرۃ)

اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور اللہ کا احسان مانو! اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

قرآن مقدس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حلال رزق کی بہت تاکید کی ہے اور جگہ جگہ اپنے بندوں کو رزق حلال کی تلقین فرمائی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے وہ جانور نہیں کہ جو چاہے کرے، اپنی مرضی سے جہاں چاہے پھرے۔ نہیں ایسا نہیں بلکہ اسے شریعت مطہرہ کے احکام کا پابند کیا گیا ہے۔ کیوں کہ اس کا مقصد زندگی اور دنیا میں قیام پذیر ہونا صرف کھانے پینے، سونے جاگنے اور حیات وزیست تک محدود نہیں بلکہ اس کی منزل پاکیزہ خصال اور عمدہ اخلاق کا پیکر بن کر حقیقی انسان بننے اور رب کا تقرب حاصل کرنے کی ہے۔ نہ کہ بداخلاق اور بداطوار ہو کہ ایسا انسان نظر قدرت میں انسان ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں ایسے لوگوں کو جانور بلکہ ان سے بھی بدتر بتایا ہے رب فرماتا ہے:

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ (الاعراف)

اور بے شک ہم نے جہنم کے لئے پیدا کئے بہت سے جن اور آدمی اور دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں اور وہ کان جن سے سنتے نہیں اور وہ چوپائیوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ، وہی غفلت میں پڑے ہیں۔ (کنزالایمان)

یہاں انسانوں کو جانوروں کی طرح بتایا گیا ہے کیوں کہ جانوروں کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ (۱) اپنا نفع کماتے ہیں دوسروں کا نقصان نہیں کرتے۔ جیسے چڑیاں، کبوتر وغیرہ کچھ انسان ان سے مشابہ ہوتے ہیں اپنا گھر بناتے ہیں اپنا پیٹ پالتے ہیں، اپنے بچے پالتے ہیں (۲) اپنا نفع کماتے ہیں مگر دوسروں کا نقصان بھی کرتے ہیں، جیسے چیتے، شیر، بھیڑئے، وغیرہ۔ کچھ انسان ان جیسے ہوتے ہیں جیسے چور، ڈاکہ زن، غاصبانہ قبضہ، سود وغیرہ کے ذریعہ کسی کے اشیانے کو اجاڑ دینے والے۔ (۳) اپنا نفع ہو یا نہ ہو دوسروں کا نقصان کرنا مثلاً بچھو، سانپ، پیٹ بھرے ہوں یا نہ ہوں سامنے والے کو ڈنک مارنا اور ڈسنا۔ کچھ انسان ان جیسے ہوتے ہیں کہ کہ خواہ مخواہ چغلی، غیبت، حسد، کینہ بغض وعداوت وغیرہ رکھتے ہیں۔ جب انسان اپنے مرتبے سے گر جائے اور ان صفات کا حامل ہو جائے تو جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

اور جب انسان کی انسانیت کا مدار اصلاحِ اخلاق پر ہو تو ضروری ہے کہ جتنی چیزیں انسانی اخلاق کو داغدار کرتی ہیں اور انسانی عادتوں کو خراب کرنے والی ہیں ان سے انسان مکمل طور پر بچے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ہدایت میں بار بار حلال رزق کھانے اور حرام سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔

یہاں پر ہم چند باتیں ذکر کریں گے جن کا تعلق حلال وحرام سے ہے کہ حلال رزق کی برکتیں اور حرام کی نحوستیں کیا ہیں۔ اکل حرام کی نحوستیں کیا ہیں کہ بندہ حرام کا ایک لقمہ بھی پیٹ میں ڈالتا ہے رب تبارک وتعالیٰ اس کی نہ نماز قبول کرتا ہے اور نہ دعائیں۔ جب اپنے پیٹ میں ایک لقمہ ڈالنے کہ یہ نحوست ہے تو جو پورے کا پورا حرام کھاتے ہیں ان کے بارے میں آپ خود غور کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر کتنا غضب وعتاب فرماتا ہوگا۔

یہاں پر حرام کھانے کی نحوستوں میں سے چند ایک اک تذکرہ کیا جاتا ہے تا کہ انسان اپنے بارے میں کچھ سوچے کہ حرام کھانے والے کو کہاں کہاں اور کیسی کیسی پریشانیاں آتی ہیں اور اسے کیسی کیسی ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(۱) حرام کھانے والے انسان کو اعمال صالحہ کی توفیق نہیں ملتی۔

(۲) اور اگر نیک اعمال کرے بھی تو حلاوت نصیب نہیں ہوتی۔

(۳) ان لوگوں کے اعمال صالحہ قبول نہیں ہوتے۔

(۴) ان حرام کا مال کھانے والے انسانوں کی دعا اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتی۔

(۵) ان لوگوں کے مال میں برکت نہیں رہتی۔

(۶) حرام کھانے سے اس کے اندر بجائے اچھے اعمال کے برے اعمال کا شوق پیدا ہوتا ہے۔جیسا کہ ہم آئے دن اس کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔

(۷) ان لوگوں کے حرام کھانے سے ان کی اولادوں پر برا اثر پڑتا ہے۔

(۸) اس کے پاس مال حرام جس راستے سے آتا ہے اسی راستے تیزی سے چلا جاتا ہے۔

(۹) حرام کھانے والا شخص جنت میں نہ جائے گا۔

(۱۰) حرام مال سے پلنے والے گوشت کے لئے جہنم ہی لائق وسزاوار ہے۔

(۱۱) حرام کھانے والے سے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ناراض ہیں۔

اسی لئے اللہ تبارک تعالیٰ اپنے بندوں کو حلال چیزیں کھانے کا حکم دیا اور تاکید فرمائی۔

علامہ شہاب الدین شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

’’حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کئی سال اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت و بندگی کی مگر اس عبادت و بندگی میں لذت اور مزہ محسوس نہ ہوتا۔

جب آپ کو لذت نہ ملی تو ایک دن اپنی والدہ مکرمہ کے پاس گئے اور ان کی بارگاہ

میں عرض کی امی جان! مجھے اپنی عبادت و اطاعت میں حلاوت محسوس نہیں ہوتی؟ آپ ذرا غور فرمالیں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ جب میں آپ کے بطن مبارک میں تھا یا آپ کی آغوش میں دودھ پیتا تھا تو اس زمانے میں آپ نے کوئی حرام چیز کھائی ہو؟ آپ کی والدہ نے بہت دیر غور و فکر کیا اور کچھ دیر سوچنے کے بعد فرمایا: لخت جگر! جب تو میرے شکم میں تھا تو ایک بار ایسا ہوا تھا کہ میں چھت پر چڑھی تو وہاں ایک مرتبان نظر آیا جس میں کچھ پنیر تھا، میرا پنیر کھانے کو جی چاہا تو میں نے اس میں سے بہت تھوڑا سا پنیر اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کھالیا تھا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا: بس یہی وجہ کہ مجھے اپنی عبادت میں لذت وحلاوت محسوس نہیں ہوتی۔ میری پیاری ماں! آپ اس مرتبان کے مالک کے پاس تشریف لے جائیں اور اس سے یہ تمام قصہ سنائیے اور اس پنیر کو اپنے لئے حلال کرائیں۔ چنانچہ آپ کی والدہ اس شخص کے پاس گئیں اور اس سے سارا قصہ بیان کیا اور اس کے لئے معافی طلب کی، اس شخص نے تمام واقعہ سن کر کہا کہ میں نے وہ تمہارے لئے حلال کیا یعنی معاف کر دیا۔ آپ نے واپس آکر اپنے بیٹے کو اس کی اطلاع دی۔ اس کے بعد آپ کو اطاعت و بندگی میں لذت وحلاوت محسوس ہونے لگی" (ص ۳۷ رقلیوبی عربی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دس درہم کا کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی کوئی بھی نماز قبول نہ فرمائے گا جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا۔ (مشکوۃ المصابیح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی گئی "یاایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا" تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میں مستجاب الدعوات بن جاؤں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سعد! اپنا کھانا حلال اور پاکیزہ بنالو مستجاب الدعوات بن جاؤ گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بندہ جب اپنے

پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا اور جس کا گوشت حرام مال سے بنا ہو اس کے گوشت کے لئے جہنم کی آگ ہی لائق ہے۔“

(ص ۲۰۳ رج ارتفسیر ابن کثیر)

مال وبال جان

مروی ہے کہ ایک شخص نے ہر قسم کا مال جمع کیا اور کسی قسم کا مال نہ چھوڑا۔ اس نے مال جمع کرنے کے بعد ایک محل تعمیر کیا۔ جس کے دو مضبوط دروازے بنائے، اور ان پر غلاموں کا پہرا لگا دیا۔ پھر اس نے اپنے لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان کے لئے طرح طرح کے کھانے پکوائے۔ خود ایک تخت پر یوں بیٹھا کہ ایک ٹانگ دوسری پر رکھ دی اور لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ جب وہ فارغ ہوئے تو اس نے اپنے نفس سے کہا: اے نفس! اب تو سال بھر مزے اڑا۔ میں نے تیرے لئے اتنا مال جمع کیا جو تجھے کافی ہے۔ وہ شخص ابھی اپنی گفتگو سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ موت کا فرشتہ پرانے کپڑوں میں فقیر کے بھیس میں آیا۔ اس نے گردن میں جھولی ڈال کر مسکینوں کی مشابہت اختیار کر رکھی تھی۔ اس آنے والے فقیر نے اس قدر زور سے دروازہ کھٹکھٹایا کہ وہ شخص اپنے بستر سے گر پڑا۔ غلام اس کی طرف دوڑے اور کہنے لگے کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ اپنے آقا کو بلاؤ۔ انہوں نے کہا کہ بھلا ہمارا آقا تمہارے جیسے آدمی کی طرف آئے گا؟ اس نے کہا: ہاں! غلاموں نے اپنے آقا کو خبر دی تو اس نے کہا: تم نے اس سے کوئی سلوک نہ کیا؟ اب اس فقیر نے دوبارہ پہلے سے بھی زیادہ زور سے دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک نگراں اس کی طرف دوڑا۔ اس فقیر نے کہا کہ اپنے آقا کو بتاؤ کہ میں موت کا فرشتہ ہوں۔ جب انہوں نے یہ بات سنی تو مرعوب ہو گئے، اور ان کا آقا ذلت اور خشوع کا شکار ہو گیا۔ اس نے کہا: اس سے نرمی سے بات کرو اور اس سے کہو کہ کیا ہم میں سے کسی ایک کو لینا چاہتا ہے؟ یہ سن کر ملک الموت اس کے سامنے چلا گیا اور کہا کہ اپنے مال میں سے جو کچھ کرنا چاہتا ہے کرے۔ جب تک تیری روح نہ نکالوں میں یہاں

سے نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ اس کے حکم سے مال سامنے رکھا گیا۔ جب اس نے مال دیکھا تو کہنے لگا: اے مال! تجھ پر اللہ کی لعنت ہو تو نے مجھے اپنے رب کی عبادت سے غافل رکھا اور اپنے رب کے لئے گوشہ نشینی سے روکا۔ اللہ تعالیٰ نے مال کو بولنے کی طاقت دی۔ تو اس نے کہا کہ مجھے کیوں گالی دیتا ہے۔ تو مجھے لے کر بادشاہوں کے پاس جاتا تھا اور نیک لوگوں کو دروازے سے ہٹا دیتا تھا۔ میرے ذریعہ طرح طرح کے مزے اڑائے، اور بادشاہوں کی مجالس میں بیٹھا۔ تو مجھے برائی کے راستے پر خرچ کرتا لیکن میں تجھے نہیں روکتا تھا۔ اگر تو مجھے بھلائی کی راہ میں خرچ کرتا تو میں تجھے نفع دیتا۔ اے ابن آدم! تو مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ چاہے نیکی کر، چاہے برائی کا مرتکب ہو۔ اس کے بعد ملک الموت نے اس شخص کی روح قبض کر لی اور وہ گر گیا۔ اور مال اس کے کچھ کام نہ آسکا۔ (ص ۱۰۴۸/۱۰۴۹، ج ۴/احیاء العلوم)

حرام کھانے سے دعا قبول نہیں ہوتی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیزوں کو قبول فرماتا ہے، اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو جو حکم فرمایا ہے وہی مؤمنین کو حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں (انبیاء کرام) کو خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے گروہ رُسُل! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو۔ وہیں مؤمنوں کو مخاطب کیا تو فرمایا: اے ایمان والو! جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں دی ہیں ان میں سے کھاؤ۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو لمبا سفر کر رہا ہو، اس کے بال بکھرے ہوئے ہوں جسم پر گرد و غبار اٹا ہوا ہو اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے یارب! یارب! کہہ کر دعا کر رہا ہو یہ شخص دعا تو کر رہا ہے اور حال یہ کہ ”مطعمہ حرام و مشربہ حرام و ملبسہ حرام و غذی بالحرام فانی یستجاب لذالك“ اس کا کھانا حرام ہے اس کا پینا حرام ہے، اس کا پہننا حرام ہے اور اس کو حرام غذا دی گئی ہے پس ان حالات کی وجہ سے اس کی دعا کیوں کر قبول ہوگی۔ (صحیح مسلم)

دل کی آنکھیں کھولنے والا واقعہ

مؤرخین اسلام نے لکھا ہے کہ کوفہ شہر میں مستجاب الدعوات لوگوں کا ایک گروہ تھا۔ جب بھی کوئی ظالم وجابر حاکم ان پر بنتا تو یہ اس ظالم کے ظلم سے بچنے کے لئے بددعا کرتے تھے اور وہ ہلاک ہوجاتا تھا۔حجاج ظالم کا جب ان پر تسلط ہوا تو اس نے ایک دعوت کی جس میں ان تمام حضرات کو بھی بلایا اور خاص ضیافت کی اور جب کھانے سے فارغ ہوئے تو حجاج نے کہا کہ میں ان لوگوں کی بددعا سے محفوظ ہوگیا اس لئے کہ میں نے ان کے کھانے میں حرام کی آمیزش کردی اور حرام روزی ان کے پیٹ میں داخل ہوگئی اب مجھے ان کی بددعا کا کوئی کھٹکا نہ رہا۔(منقول)

پاک رزق کی برکت

قلیوبی نے حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ لکھا ہے جو دل کے دریچے کھولنے کے لئے کافی۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بار جب کہ آپ مکہ مکرمہ میں تھے۔آپ نے ایک شخص سے کچھ کھجوریں خریدیں،اتفاق سے دو کھجوریں ان کے پاؤں کے درمیان گر پڑیں،انہوں نے یہ سوچ کر کہ میری خریدی ہوئی کھجوروں سے گری ہوں گی وہ کھجوریں اٹھا کر کھالیں اور اس کے بعد بیت المقدس تشریف لے گئے۔

وہاں آپ "قبة الصخرة" میں داخل ہوئے۔دیگر حضرات کے جانے کے بعد آپ وہاں تنہا رہ گئے۔وہاں کا دستور یہ تھا کہ قبة الصخرہ میں جو کوئی ہوتا اسے وہاں سے عصر سے پہلے نکال دیا جاتا اور قبہ خالی کرالیا جاتا تھا تاکہ وہ عصر کے بعد سے لے کر رات بھر فرشتوں کے لئے خاص تھا چنانچہ منتظمین نے لوگوں کو قبہ سے نکال دیا۔حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ چھپ گئے اور اس طریقہ سے آپ قبہ کے اندر ہی رہ گئے۔

رات کو وہاں فرشتوں کی آمد ہوئی جب وہ وہاں حاضر ہوئے تو کہا کہ یہاں کوئی بنی آدم معلوم ہوتا ہے۔ ان فرشتوں میں سے ایک نے کہا کہ عابد ابراہیم بن ادہم معلوم ہوتے ہیں۔ دوسرے نے کہا: ہاں! وہی ہیں۔ تیسرے فرشتے نے کہا کہ یہ وہی شخص ہیں کہ ہر روز ان کے اعمال قبول ہو کر اوپر آسمان کی جانب چڑھتے ہیں۔ چوتھے فرشتے نے کہا کہ بات ہاں ایسی ہی ہے، مگر ایک سال سے ان کے اعمال وعبادت اوپر نہیں جارہے ہیں بلکہ روک دئے گئے ہیں، اور اس دورانیہ ان کوئی دعا بھی مقبول نہیں ہوئی ہے اور اس کا سبب کوئی بڑی بات نہیں بلکہ صرف وہ دو کھجوریں ہیں (جو مکہ مکرمہ میں بھول کر اپنی سمجھ بیٹھے اور ان کو کھالیا تھا) پھر یہ فرشتے اپنی اپنی بندگی وعبادات میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ صبح ہوگئی دربان آیا اس نے قبہ کا دروازہ کھولا جب دروازہ کھلا حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے اور سیدھے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر سیدھے اس دکان پر پہنچ گئے دیکھا کہ ایک نوجوان کھجوریں بیچ رہا ہے۔ آپ نے اس نوجوان سے پوچھا گذشتہ سال یہاں ایک بزرگ کھجوریں بیچتے تھے وہ اب کہاں ہیں؟ اس نوجوان نے کہا کہ وہ تو اب نہیں ہیں ان کا وصال ہو گیا ہے۔ آپ نے اس نوجوان کو اپنا سارا واقعی سنایا اور معافی کے خواستگار ہوئے۔ اس نوجوان نے سارا واقعہ معلوم کر کے کہا کہ میں نے اپنا حصہ تو معاف کیا وہ آپ کے لئے حلال ہے البتہ میری ایک بہن اور والدہ ہیں باقی حق ان کا ہے وہ جانیں۔ آپ نے کہا وہ کہاں ہیں؟ تا کہ ان سے بھی میں اپنا حق معاف کرالوں۔ اس نے بتایا کہ وہ گھر میں ہیں۔ آپ ان کے گھر تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک بڑھیا باہر نکلیں، آپ نے سلام کیا جواب دے کر بڑھیا نے آنے کا مقصد معلوم کیا۔ آپ نے انہیں بھی اپنا سارا واقعہ سنایا اور معافی کے طلب گار ہوئے انہوں نے کہا کہ میرا حصہ تو معاف ہے البتہ بیٹی سے اجازت لیتی ہوں۔ جب انہوں نے تمام باتیں سنیں تو کہا کہ میرا حق بھی معاف ہے اور میں نے معاف کیا۔ آپ نے اپنا حق معاف کرا کے پھر واپس بیت المقدس کے لئے سفر شروع کیا۔ بیت المقدس پہنچ کر پہلے کی طرح قبۃ الصخرہ میں رات گزاری۔

پھر پہلے کی طرح فرشتے آئے اور آپس میں کہنے لگے یہ ابراہیم بن ادہم ہیں جن کے ایک سال سے اعمال اوپر جانے موقوف ہو گئے تھے اور ان کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی تھی۔ اب یہ اپنے حق کو معاف کرا کے آئے ہیں تو ان کے اعمال بھی قبول ہو رہے ہیں اور دعائیں بھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے مرتبہ کی طرف واپس لوٹا دیا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ یہ سن کر خوشی کی وجہ سے رو پڑے اور آپ کا یہ حال ہو گیا کہ آپ پے در پے روزہ رکھتے اور صرف ساتویں دن رزق حلال سے روزہ افطار کرتے۔ (قلیوبی/رسالہ قشیریہ)

ایک بندہ مؤمن اگر اپنے رزق کو پاکیزہ بنالیتا ہے تو اللہ اس بندے سے خوش ہو جاتا ہے اور پھر اس کا ذکر اللہ کے معصوم فرشتے کرتے ہیں۔ اور اگر رزق میں بندہ احتیاط نہیں کرتا اور حرام تو دور کی بات اگر ناجائز مشتبہات سے نہ بچے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے عبادات و اعمال مقبول نہیں فرماتا ہے۔ اور حرام مال جس راستے سے آتا ہے اسی راستے چلا بھی جاتا ہے۔ اور اس کا وبال انسان کے سر الگ چڑھ جاتا ہے اور قیامت میں الگ حساب دینا ہوگا۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ۝۳ (الحجر)

انہیں چھوڑ دو جو کھاتے ہیں اور عیش کرتے ہیں وہ اپنی خواہشوں میں مگن ہیں۔ عنقریب وہ اپنا انجام جان لیں گے۔

قابل غور بات ہے کہ انسان آج صرف دنیا کا مقصد یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ بس کھاؤ پیو اور کیا کرنا ہے زندگی میں رکھا ہی کیا ہے۔ جب کہ انسان کے لئے ضروری ہے کہ حلال و حرام کا پہلے خیال رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک پیٹ بھر کر حلال کھانا کھانے کے مقابلے میں شراب سے پیٹ کو پُر کرنا زیادہ بہتر ہے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیسے؟ انہوں نے کہا: اس لئے کہ شراب سے بھرا پیٹ عقل کی طاقت کو سلب کر لیتا ہے، شہوت کی آگ بجھا دیتا ہے اور وہ انسان بے ہوش ہو جاتا ہے۔ اس کی زبان و ہاتھ سے لوگ محفوظ ہو جاتے ہیں، لیکن جب پیٹ حلال غذا سے

بھر جاتا ہے تو بے ہودہ تمنائیں، شہوت اور نفس اپنے مقدر کے حصول میں سر اٹھاتا ہیں۔

(ص: ۴۷۴، کشف المحجوب)

اللہ اکبر! جب انسان حلال کھا کر بھی ایسی مصیبتوں میں گھر جاتا تو کیا خیال ہے ان لوگوں کے بارے میں جو صرف حرام کو ہی اپنا سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں کبھی چوری، کبھی ڈاکہ زنی کبھی سود خوری وغیرہ وغیرہ۔ حرام راستے سے کمایا گیا حرام مال وہ تو اپنے کھانے والے کو صرف جہنم ہی لے کر جائے گا۔

حضرت شیخ علی متقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے: فرماتے ہیں کہ ایک نیک اور صالح شخص کاروبار کیا کرتا تھا۔ وہ شخص اپنی آمدنی کا ایک تہائی حصہ صدقہ کر دیتا تھا۔ ایک تہائی حصہ اپنی ضروریات پر خرچ کرتا تھا اور تہائی حصہ اپنے کاروبار کی ترقی میں لگاتا تھا۔

ایک بار اس نیک انسان کے پاس ایک دنیا دار شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں کچھ صدقہ کرنا چاہتا ہوں کوئی مستحق بتلا دیں۔ اس صالح انسان نے کہا کہ پہلے حلال طریقے سے مال حاصل کرو پھر اسے خرچ کرو۔ اس طرح وہ مال خود بخود مستحق تک پہنچ جائے گا۔ اس شخص نے اس صالح انسان سے کہا اور اصرار کیا کہ ضرور کوئی مستحق بتایا جائے۔ تو اس نیک انسان نے کہا: جب راستے میں تیری کسی سے ملاقات ہو اور تیرا دل اسے خیرات دینے کے چاہے اسے دے دینا۔ وہ شخص چلا اس کی ملاقات ایک نابینا بوڑھے فقیر سے ہوئی اور صدقہ اسے دے دیا۔ دوسرے دن اس دنیا دار کا اس بوڑھے پر گزر ہوا تو اس نے سنا کہ بوڑھا اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ کل مجھے ایک شخص نے اتنی رقم دی تھی جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی اور ان پیسوں سے میں نے گزشتہ رات فلاں رنڈی کے ساتھ شراب نوشی میں گزاری۔ یہ سن کر یہ آدمی دنگ رہ گیا اور پھر اسی اللہ والے بندے کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ اسے سنایا۔ اب اس نیکوکار انسان نے ایک روپیہ اپنی جائز کمائی کا دیا اور کہا: جب تو گھر سے نکلے تو جس شخص پر پہلے تیری نگاہ پڑے اس کو یہ روپیہ دے دینا۔ وہ آدمی اس روپیہ کو لے کر نکلا۔ اس نے ایک شخص کو اچھی حالت میں دیکھا مالداری کے آثار اس کے بدن سے ظاہر

ہیں اس کو وہ روپیہ دینے میں ہچکچایا لیکن نیک انسان کا حکم معلوم تھا اس لئے وہ روپیہ اسے دے دیا۔ جب وہ شخص صدقے کے پیسے لے کر جانے لگا تو یہ دنیا دار انسان اس کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ اس دنیا دار انسان نے دیکھا کہ یہ انسان ایک ویران جگہ میں داخل ہوا اور دوسرے دروازے سے نکل کر شہر آ گیا۔ اس شخص نے بھی ایسا ہی کیا ویرانے میں داخل ہوا وہاں اس نے ایک مرا ہوا کبوتر دیکھا۔ یہ دیکھ کر پھر اس انسان کے پیچھے ہولیا اور اس شخص کو قسم دے کر پوچھا: میرے بھائی! سچ سچ بتا یہ سب کیا ماجرا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے شدت بھوک کی وجہ بے تاب و بے قرار ہیں میں نے ان کی بے تابی اور بے قراری دیکھی تو رزق کی تلاش میں نکل پڑا تو مجھے اس مردار کبوتر کے علاوہ کچھ نہیں ملا وہ لے کر میں چلا تو مجھے اللہ کی طرف سے کچھ رقم مل گئی تو یہ مردار کبوتر میں نے جہاں سے اٹھایا تھا وہیں پھینک دیا۔ اس واقعہ کے سننے کے بعد اس دنیا دار پر اس نیک و صالح شخص کے کلام کی حقیقت ظاہر ہوئی۔ (ص ۹۹ / ج ۴ / مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح)

اسی لئے آقائے دو جہاں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے "لا یدخل الجنۃ جسد غذی بالحرام" یعنی حرام غذا سے پلنے والا جسم جنت میں نہیں جائے گا۔ اللہ اکبر!

ایک دوسری روایت جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لا یدخل الجنۃ لحم نبت من السحب و کل لحم نبت من السحب کانت النار اولیٰ بہ" (مشکوۃ المصابیح)

یعنی جنت میں وہ گوشت ہرگز نہیں جائے گا جو حرام سے پلا بڑھا ہو اور ہر وہ گوشت جو حرام غذا سے پلا ہو جہنم کی آگ ہی اس کی زیادہ مستحق ہے۔

آج انسان نے اس فانی دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لیا ہے اور پھر اس کے لئے رات و دن سرگرداں رہتا ہے نہ حلال کی تمیز، نہ حرام میں فرق۔ جس کی وجہ سے وہ دھیرے دھیرے جہنم کے قریب ہوتا چلا جا رہا ہے اور ایک دن وہ آئے گا کہ وہ جہنم کی بھڑکتی آگ

میں گر جائے گا۔اسی لئے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرۃ/۱۸۸)

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نا کھاؤ۔(کنزالایمان)

کیوں کہ جب بندہ حرام غذا کا عادی بن جاتا ہے تو تمام بھلائیاں اس سے روک لی جاتی ہیں اور وہ رحمت خداوندی سے محروم رہ جاتا ہے۔اور نحوست اس کو گھیر لیا کرتی ہیں اب چاہے کتنے ہی مال و دولت والا ہو چند دن میں وہ انسان ذلیل وخوار ہو جاتا ہے۔آپ خود دیکھیں کہ حرام کھانے والا انسان کس طرح برباد ہوتا ہے۔

حرام کھانے والے انسان کو اچھے اعمال کی توفیق نہیں ملتی، چاہ کر بھی نیک اعمال نہیں کر پاتا۔

مجھے یہاں پر بزرگوں میں سے کسی کا ایک قول یاد آتا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے ناراض ہوتا ہے تو اس سے مال و دولت نہیں چھینتا بلکہ اس شخص کو اعمال صالحہ کی توفیق نہیں ملتی ہے اور وہ نیک اعمال سے محروم رہ جاتا ہے۔

جب کہ اگر بندہ اپنے رزق کو پاک وصاف کرلے تو مولیٰ تبارک وتعالیٰ اس کو بڑی برکتوں سے نوازتا ہے۔جو انسان حرام سے بچتا ہے اور حلال لقمہ کھاتا ہے تو اس کے اندر اخلاق حسنہ پیدا ہوتے ہیں اور برے اطوار سے اس کو نفرت ہوتی ہے۔

(۱) سب سے پہلی برکت اس حلال رزق کھانے والے کو نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے۔

(۲) اس انسان کا اس کا دل اللہ کی بندگی اور عبادت میں خوب لگتا ہے۔

(۳) اس انسان کا دل، گناہوں سے نفرت کرتا ہے اور اگر گناہوں کی طرف شیطان لے بھی جائے تو یہ گھبرا کر واپس پلٹ آتا ہے۔

(۴) اس انسان کے دل میں نور و معرفت پیدا ہوتی ہے۔

(۵) یہ بندہ اللہ کی بارگاہ میں جو بھی دعا کیا کرتا ہے مولیٰ تبارک وتعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

(۶) حلال کھانے والے انسان کی کمائی میں برکت ہوتی۔

(۷) حلال کی کمائی کی وجہ سے اس کی اولاد پر بہت عمدہ اور اچھا اثر پڑتا ہے اور اکثر اولاد نیک اور صالح ہوتی ہیں۔

(۸) ایسے انسان کو اللہ عزوجل اور اس کے محبوب حضور ﷺ کی رضاو خوشنودی نصیب ہوتی ہے۔

(۹) اس شخص کو رضائے مولیٰ ملتی ہے اور جنت میں آرام سے داخل ہوتا ہے اور جہنم کی آگ سے اس کو نجات ملتی ہے۔(سبحان اللہ!)

رزق حلال کی یوں تو بے شمار برکتیں ہیں مگر یہاں بطور مثال چند ایک کا تذکرہ کیا جائے گا۔

حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی گناہ کے ذریعہ مال حاصل کرے اور پھر اس مال کے ذریعہ صلہ رحمی کرتا ہے یا وہ انسان صدقہ کرتا ہے یا اس مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان تمام کو جمع کر کے جہنم ڈال دے گا۔(ص ۱۵، ج ۴ ر کنز العمال حدیث ۱۲۶۵)

حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: دین میں ایک لقمہ رزق اس طرح ہے جس طرح عمارت کی بنیاد ہوتی ہے، جب بنیاد موجود اور مضبوط ہو تو عمارت سیدھی اور بلند ہوگی۔ اور جب بنیاد کمزور ہوگی تو عمارت بھی ٹیڑھی اور کمزور ہوگی اور گر پڑے گی۔

(ص ۲۲۰ رج ۲ ر احیاء العلوم مطبوعہ)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک بار اپنے غلام کی کمائی سے دودھ پی لیا، پھر غلام سے پوچھا یہ دودھ تھا کیسا؟ اس نے جواب میں کہا: میں نے ایک آدمی کے لئے کہانت کی تھی (نجومیوں کی طرح جھوٹی خبریں بتانا کہانت ہے) تو اس کے بدلے انہوں نے مجھے یہ دودھ دیا ہے یہ سن کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلی منہ میں ڈال کر سارا دودھ قئے کر دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے خیال کیا کہ ان جان نکل جائے گی۔ پھر انہوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: یا اللہ! جو کچھ لوگوں نے اٹھایا اور آنتوں کے ساتھ مل گیا میں اس سے تیری بارگاہ میں عذر پیش کرتا ہوں۔ بعض

روایتوں میں ہے کہ یہ واقعہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جانتے نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) اپنے پیٹ میں پاکیزہ چیز کے علاوہ کچھ داخل نہیں کرتے۔

(ص ۱۲۰/۱۲۱، ج ۲، احیاء العلوم)

اسی طرح حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک واقعہ بہت مشہور ہے کہ آپ نے غلطی سے صدقے کی اونٹنی کا دودھ پی لیا تو منہ میں ہاتھ ڈال کر اسے قئے کر دیا۔

(ص ۱۲۱، ج ۲، احیاء العلوم)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: تم افضل عبادت سے غافل ہو اور وہی پرہیز گاری ہے۔ (یعنی رزق حلال کہ حلال رزق کھانا ہی سب سے بڑی پرہیز گاری ہے) (ص ۱۲۱، ج ۲، احیاء العلوم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اگر تم نماز پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزہ رکھتے رکھتے چلہ (کمان کی تانت) کی طرح کمزور ہو جاؤ تو تمہاری یہ عبادت اسی صورت میں قبول ہوگی جب کہ تم پرہیز گار رہو اور حرام رزق سے بچنے والے ہو۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص حرام مال میں سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کرتا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص پیشاب کے ساتھ ناپاک کپڑے کو دھوتا ہے کہ ناپاک کپڑے کو صرف پانی پاک کر سکتا ہے اور انسان کے گناہوں کو صرف حلال مال زائل کر سکتا ہے۔ (ص ۱۲۱ / ج ۲، احیاء العلوم)

حضرت سہل تُستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جب تک بندے میں چار خصلتیں نہ ہوں وہ حقیقت ایمان تک نہیں پہنچ سکتا۔ ایک، فرائض کو سنت کے مطابق ادا کرنا، دوم، رزق حلال تقویٰ کے ساتھ کھانا، سوم، ظاہر و باطن میں ممنوعات شرعیہ سے بچنا اور ان باتوں پر موت تک صبر کرنا۔ اور جو انسان یہ چاہتا ہے کہ اس پر سچے لوگوں کی علامات منکشف ہو جائیں وہ صرف حلال رزق کھائے اور سنت اور ضروری کاموں کے علاوہ

کوئی کام نہ کرے۔(ص ۱۲۱/ج ۲،احیاء العلوم)

ایک حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص چالیس دن حلال روزی کھائے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو روشن کر دیتا ہے اور اس کے دل سے حکمت کے چشمے اس کی زبان پر جاری کر دیتا ہے۔(ص ۲۹۵/حدیث ۱۰۵۴/المقاصد الحسنۃ)

ایک بڑی مشہور روایت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دنیا حلال رزق سے ہو تو اس کا حساب ہوتا ہے اور اگر حرام سے ہو تو اس کا عذاب ہوگا۔

(ص ۲۲۲،ج ۲،احیاء العلوم)

ایک روایت میں ہے کہ تورات شریف میں لکھا ہے کہ جو شخص اس بات کی پرواہ نہ کرے کہ اس کا کھانا کہاں سے آیا تو اللہ تعالیٰ کو بھی اس بات کی پرواہ نہیں کہ وہ اسے جہنم کے کس دروازے سے داخل کرے۔(ص ۲۲۳/ج ۲،احیاء العلوم)

مؤمن بندہ تو اس بات کو بھی ناپسند کرتا ہے کہ اسے کوئی شبہ والی چیز بھی دے اور پھر اس کے بارے میں کل حساب ہو جائے۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیت المال میں جھاڑو دی تو وہاں ان کو ایک درہم ملا، وہاں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک بچہ گزر رہا تھا تو انہوں نے وہ درہم اس بچے کو دے دیا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ نے بچے کے ہاتھ میں درہم دیکھا تو پوچھا یہ کہاں سے ملا؟ تو بچے نے کہا کہ یہ مجھے حضرت ابوموسیٰ اشعری نے دیا ہے۔آپ ابوموسیٰ اشعری کے پاس گئے اور فرمایا: اے ابوموسیٰ!

تمہیں مدینہ طیبہ میں حضرت عمر کے گھر سے زیادہ حقیر گھر نظر نہ آیا تم چاہتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے کوئی آدمی باقی نہ رہے جو ہم سے اپنا حق طلب نہ کرے۔اور پھر وہ درہم بیت المال میں واپس کر دیا۔(ص ۱۳۷/ج ۲،احیاء العلوم)

اس سلسلے میں ایک بہت مشہور روایت ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے

والد گرامی نے ایک سیب جو کہ ندی میں بہتا ہوا ملا، بھوک کی وجہ سے کھالیا مگر آخرت کا خیال آتے ہی باغ کے مالک کے پاس جا کر معافی طلب کی اور بارہ سال اس باغ کی خدمت انجام دی تا کہ آخرت کی پکڑ سے بچ جائیں۔

آج ہم کیا کھاتے ہیں اور کیا پیتے ہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔بس پیٹ بھرنا چاہئے جب حرام مال کی نحوستوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی اولاد اس کی نافرمان ہوجاتی اور پھر آخرت کا وبال اس کے اوپر مزید بوجھ ہوتا ہے۔

اس لئے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سیاتی علی الناس زمان لا یبال المرء ما اخذ منه أمن الحلال آم من الحرام۔" (بخاری)

لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جس میں آدمی کو اس چیز کی بالکل پرواہ نہیں ہوگی کہ اس نے کس ذریعہ سے مال حاصل کیا ہے حلال طریقہ سے یا حرام۔

اور اب جو چیزیں ہم اپنے معاشرے میں دیکھ رہے ہیں کہ انسان صرف مال و دولت کے پیچھے ایسے بھاگ رہا ہے کہ گویا یہی سب کچھ ہے۔آخرت اور قیامت کو بالکل فراموش کر بیٹھا ہے،صورت حال اتنی خطرناک ہوگئی ہے کہ حرام صریح کو حلال سمجھ کر کھانے لگے ہیں اور حرام کو اپنا حق ایسا سمجھ بیٹھے ہیں کہ گویا انہیں کی گاڑھی کمائی کسی نے کھالی ہے۔

اس میدان میں سب سے آگے سود کا کاروبار ہے۔یہ حرام کمائی دور حاضر میں انتہائی خطرناک صورحال اختیار کر چکی ہے۔ بلکہ میں نے تو لوگوں دیکھا ہے کہ لوگوں اس میں اتنے جری ہوگئے ہیں کہ دوسرے غریب افراد کا جینا حرام کر دیا۔ہے ان لوگوں کے لئے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی بیان کرتے چلیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے پہلے اسلام کو بگاڑنے کی کوشش کی جائے گی کہ لوگ شراب پیئیں گے !صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! مسلمان شراب پیئیں گے۔حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے سختی سے منع فرمایا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا نام بدل کر اپنے لئے اسے حلال کرلیں گے" (مسند دارمی)

جب کہ مسلمانوں کا طریقہ یہ ہونا چاہئے جو ہمارے اسلاف کا تھا کہ وہ بہت سی حلال چیزوں کو بھی شبہ کی وجہ سے چھوڑ دیتے تھے۔حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے لکھتے ہیں: کنا ندع تسعۃ اعشار الحلال مخافۃ ان نقع فی الحرام ۔ (ص ۲۳۱رج ۲،احیاء العلوم)

ہم حلال چیزوں کے دس حصوں میں سے نو حصوں کو اس لئے چھوڑ دیتے تھے کہ کہیں حرام نہ ہو۔

اللہ اکبر! یہ ہمارے اسلاف کا خوف خدا تھا کہ حرام تو حرام حلال چیزوں کو بھی محض اس لئے چھوڑ دیتے کہ کہیں گرفتار عتاب الٰہی نہ ہو جائیں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کو اسم اعظم معلوم ہے بیان فرمائیں؟ آپ نے فرمایا:"معدہ کا لقمہ حرام سے خالی رکھنا اور دل کو محبت دنیا سے خالی رکھنا ہی اسم اعظم ہے۔اس کے بعد جس نام سے اللہ تبارک وتعالیٰ کو پکارو گے وہی اسم اعظم ہوگا۔"(ص ۱۹۲رفوائد الفواد)

گذشتہ اوراق میں ہم نے حلال وحرام کے تعلق سے بہت کچھ بیان کر دیا ہے اور اس سلسلے میں بہت کچھ بیان کیا جا سکتا ہے۔مگر ہم اب اپنے اصل موضوع کا رخ کرتے ہیں۔

سود کی تعریف

لغت میں ربا ''سود کے معنی زیادتی یعنی بڑھوتری اور بلندی کے ہیں۔''

صاحب تاج العروس علامہ سید زبیدی بلگرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: علامہ راغب اصفہانی نے کہا ہے کہ اصل مال پر زیادتی کو ربا کہتے ہیں۔

(ص ۱۴۳ رج ۱۰ رتاج العروس مطبوعہ مصر)

اور اصطلاح شرع میں سود کہتے ہیں: "كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبوا"

یعنی ہر وہ قرض جو نفع کھینچے وہ سود ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں: ''وہ زیادت (زیادتی) کہ عوض سے خالی ہو اور معاہدہ میں اس کا استحقاق قرار پایا ہو سود ہے'' مثلاً سو روپے قرض دیئے اور یہ ٹھہرا لیا کہ پیسہ اوپر سو لے گا، تو یہ پیسہ عوض شرعی سے خالی ہے لہٰذا سود حرام ہے۔ (کتاب الزکوٰۃ رج ۷ ارفتاویٰ رضویہ)

سود کی یہ تعریف جاننے کے بعد یہاں مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث بھی پڑھتے چلیں۔

مروی ہے کہ جب سود کی حرمت پر یہ آیت:

"یاایھا الذین آمنوا لا تأکلوا الربوا۔۔۔۔الخ"

نازل ہوئی تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی: یا اللہ! یہ آیت تو جامع ہے، اس کو ہمارے لئے تفصیل سے بیان فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت بیان فرمائی کہ ''اگر تم گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور، نمک کے بدلے نمک، سونے کے بدلے سونے، چاندی کے بدلے چاندی کی بیع کرو تو ہاتھوں ہاتھ کرو اور بیع برابر برابر کرو، زیادتی کروگے تو یہ سود ہے'' (مشکوٰۃ المصابیح)

سود کی حرمت قرآن کی روشنی میں

ہمارے معاشرے میں آج بہت سے طریقے حرام کمائی کے رائج ہو گئے ہیں اور لوگ بلا جھجھک اور بغیر شرم وحیا کے حرام کھا رہے ہیں۔اور اس کے لئے انہوں نے مختلف راستے اختیار کر لئے ہیں ان میں سے ایک جو انتہائی بھیانک چیز ہے وہ ہے سود۔ کیوں کہ سود حرام اشیاء میں سب سے بری اور قبیح اور بد تر چیز ہے۔قرآن و احادیث میں اس کی بہت مذمتیں وارد ہیں۔ یہاں ہم پہلے کلام اللہ سے اس کے متعلق شواہد پیش کریں گے پھر احادیث نبویہ سے اس کی برائی اور قباحت کو واضح کیا جائے گا۔اللہ رب العزت اس خبیث و بدتر چیز سے مسلمانوں کی حفاظت فرمائے (آمین)

علامہ جلال الدین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے سود خور کے لئے قرآن مقدس میں پانچ چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔اول سزا یہ ہے کہ سود خور قیامت کے دن مخبوط الحواس ہو کر اٹھے گا۔اس کے لئے دوسری سزا یہ ہو گی کہ سود خور کا مال گھٹتا ہے بڑھتا نہیں ہے۔

اس کی تیسری سزا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا اس اعلان جنگ ہے۔سود خور کو اس کی سود خوری کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ پانچویں سزا اس کی یہ ہے سود خور ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم ڈال دیا جائے گا۔کتنی بھیانک اور دردناک ہو گی وہ گھڑی کہ دنیا کے چند سکوں کے بدلے اب اس سود خور کو ہمیشہ جہنم میں جلنا ہو گا۔اللہ اکبر!

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰواۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ

الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝۲۷۵ (البقرۃ/۲۷۵)

وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کی مانند ہے۔ اور اللہ نے حلال کیا بیع اور حرام کیا سود اور جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے اور وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔ (کنز الایمان)

اس کی تفسیر کرتے ہوئے حضور صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس آیت میں سود خوروں کی شامت کا بیان ہے۔ سود کو حرام فرمانے میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ بعض ان میں سے یہ ہیں کہ سود میں جو زیادتی لی جاتی وہ معاوضہ مالیہ میں ایک مقدار مال کا بغیر بدل وعوض کے لینا ہے اور یہ صریح ناانصافی ہے۔ دوم سود کا رواج تجارتوں کو خراب کر دیتا ہے کہ سود خوار کو بے محنت مال کا حاصل ہونا تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو ضرر پہنچاتی ہے۔ سوم سود کے رواج سے باہمی مودت (محبت) کے سلوک کو نقصان پہنچتا ہے کہ جب آدمی سود کا عادی ہو تو وہ کسی کو قرض حسن سے امداد پہنچانا گوارا نہیں کرتا۔ (بلکہ اس کا مطمع نظر صرف مال کمانا ہوتا ہے چاہے کوئی کتنی ہی مُردنی اور تنگدستی کی زندگی گزار رہا ہو) چہارم سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہو جاتی ہے اور سود خوار اپنے مقروضوں کی تباہی و بربادی کا خواہش مند رہتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی سود میں بڑے بڑے نقصان ہیں اور شریعت کی ممانعت عین حکمت ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود خور اور اس کے کار پرداز اور سودی دستاویز کے کاتب اور اس کے گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا: وہ سب گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان مذکورہ آیت)

حضرت ضیاء الامت پیر کرم شاہ ازہری اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پہلے سخی اور کریم الطبع لوگوں کا ذکر فرمایا جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے لوگوں کی امداد کرتے ہیں اور کسی معاوضہ بلکہ شکریہ کی بھی توقع نہیں رکھتے۔ اب ان لوگوں کا ذکر ہے جو دولت مند ہونے کے باوجود اتنے تنگ دل بلکہ سنگ دل ہیں کہ اپنے مجبور اور معذور بھائی کی ویسے امداد تو کجا، قرض بھی دیتے ہیں تو سود کا مطالبہ پہلے کرتے ہیں۔ ان آیات میں سود کو حرام کر دیا گیا۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس وقت کے اہل عرب کس چیز کو ربا (سود) کہا کرتے تھے اور اس کی کیا کیا شکلیں رائج تھیں۔ لغت عرب میں ربا کا معنیٰ زیادتی ہے، اصطلاح میں اس مقررہ زیادتی کو ربا کہا جاتا تھا جو کسی رقم کی ادائیگی میں دیر کرنے پر ادا کی جاتی تھی۔ اس کی مروجہ شکلیں یہ تھیں کہ کسی نے کوئی چیز خریدی قیمت اگر وہ نقد ادا نہ کرسکتا تو ایک میعاد مقرر کی جاتی۔ اگر وہ میعاد پر بھی قیمت ادا نہ کرسکتا تھا تو میعاد بھی لمبی کر دی جاتی تھی اور قیمت میں بھی اضافہ کر دیا جاتا تھا۔ مثلاً دس روپیہ میں کوئی چیز لی اور ایک ماہ بعد قیمت ادا کرنے کا وعدہ کیا مہینہ گزرنے کے بعد اگر اسے دس روپیہ نہ ملے تو وہ ایک ماہ کی مزید مہلت طلب کرتا اور دس کے بجائے بارہ روپیہ ادا کرنے کا اقرار کرتا۔

ایک شکل یہ بھی تھی کہ کسی سے سو روپے مثلاً قرض لیئے اور طے یہ پایا کہ مقروض ہر سال سو کے ساتھ دس روپے زائد ادا کرے گا ان دونوں شکلوں کو اس وقت ربا کہا جاتا تھا۔ یہاں ایک چیز اور تحقیق طلب ہے کہ کیا اس وقت کے لوگ صرف نجی ضروریات کے لئے ہی سودی قرض لیا کرتے تھے یا کاروبار کرنے کے لئے بھی سودی قرض کا اس وقت عام رواج تھا''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آگے مثال بیان فرمائی ہے کہ سود خوار کل قیامت میں اس حال میں آئے گا جیسے کہ اسے کسی آسیب نے گرفتار کر لیا ہو۔ حضرت ضیاء الامت لکھتے ہیں: ''ان کلمات میں سود خوار کی کیفیت بیان کی جارہی ہے۔ فرمایا جیسے آسیب زدہ اور پاگل آدمی عجیب وغریب حرکتیں کرتا ہے جنہیں دیکھ کر انسان ہنسی ضبط نہیں کرسکتا اسی طرح یہ سود خوار باایں حشمت وجاہ، دولت کی محبت میں یوں مارے مارے پھرتے ہیں۔ اور ان سے ایسی نا

معقول باتیں اور ناشائستہ حرکتیں سرزد ہوتی ہیں کہ دیکھنے والے کو گمان ہوتا ہے کہ شاید ان پر کسی چیز نے تسلط اور قبضہ جمار کھا ہے۔ ان کی دنیاوی زندگی بھی یوں ہی گزرے گی اور قیامت کے دن بھی ان کا یوں ہی حشر ہوگا''

اللہ اکبر! انسان کتنا ذلیل وخوار ہو گیا ہے کہ انسانی قدروں کو محض دنیا کی چند پھوٹی کوڑیوں کے عوض پائمال کر دیا کرتا ہے۔ نہ اسے اللہ کا خوف اور نبی کی شرم رہی۔ آج عالم یہ ہے کہ سود کو تجارت کی باضابطہ شکل دے دی گئی ہے اور سوچتے ہیں کہ یہ تو ایک تجارت ہے اور ہمارا حق ہے، مگر یہ بہانے ان کے کام نہ آئیں گے اور جہنم میں ان کا یہ عمل ان کو دردناک عذاب سے دوچار کرائے گا۔

تفسیر روح البیان میں علامہ حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ ''قیامت کے دن جب لوگ قبروں سے نکلیں گے تو وہ محشر کے میدان میں دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ ہاں! مگر جب سود خور اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو اٹھتے ہی گر جائیں گے، بے ہوشی اور مرگی والے کی طرح اس لئے کہ سود کا معنی زیادتی ہے اس سے ان کے پیٹ پھول جائیں گے، جس کی وجہ سے ان کے پیٹ بوجھل ہو جائیں گے تو وہ دوڑ نہیں سکیں گے۔''

(تفسیر روح البیان، مذکورہ آیت)

مفسر قرآن علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں ہیں:

''سود خور ظاہر میں انسان، حقیقت میں شیطان ہے کہ اسے غریب پر رحم نہیں آتا، اسے برباد کر کے اپنے آپ کو امیر بناتا ہو، لہذا اسی شکل میں قیامت ہوگی'' (تفسیر مذکورہ آیت)

سود اور انسان کی باطنی کیفیت

''تفسیر مظہری'' میں علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

''بات یہ ہے کہ لقمۂ حرام اس کے بدن کا جزو بن جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کی حقیقت ہی بدل جاتی ہے۔ دوسرے گناہ چونکہ بیرونی ہوتے ہیں، اس لئے ان اندرونی

جو ہر نہیں بدلتا، عارضی احوال کا تغیر ہو جاتا ہے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود خور پر لعنت فرمائی'' (تفسیر مظہری مذکورہ آیت)

تفسیر تبیان القرآن میں علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے آپ کو ان گناہوں سے بچاؤ جن کی مغفرت نہیں ہوگی، مال غنیمت میں خیانت کرنے سے، سو جس نے خیانت کی وہ قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز کو لے کر آئے گا، اور سود کھانے سے، جس نے سود کھایا وہ قیامت کے دن مخبوط الحواس پاگل کی طرح اٹھے گا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو''

(ص ۹۹۱/ج ۱۰/تبیان القرآن)

سود خور کا دردناک انجام

امام احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''سود خور اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مجنون بنا دیا ہے، پس جب اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو دوبارہ زندگی عطا فرمائے گا تو تمام لوگ اپنی اپنی قبروں سے جلدی جلدی نکلیں گے سوائے سود خوروں کے، جب وہ کھڑے ہوں گے تو اپنے مونہوں، پیٹوں اور پہلوؤں کے بل گر پڑیں گے جیسے کوئی پاگل و دیوانہ شخص ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب دنیا میں مکر و فریب اور اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت مول لے کر حرام و سود سے پیٹ بھرتے رہے تو وہ ان کے پیٹوں میں بھرتا رہا اور اس وقت اس قدر زیادہ ہو چکا ہوگا کہ اس کے بوجھ سے لوگوں کے ساتھ کھڑے ہونے کے قابل بھی نہ رہیں گے، پس جب بھی لوگوں کے ساتھ مل کر تیزی سے چلنا چاہیں گے تو اندھے منہ گر پڑیں گے اور دوبارہ پیچھے نہ جائیں گے'' (الزواجر عن اقتراف الکبائر)

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی اس آیت کی تفسیر صوفیانہ میں لکھتے ہیں:

''نفع ونقصان نتیجے کے اعتبار سے ہے سودی مال چونکہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے حاصل ہوا،لہذا اس کا انجام نقصان ہے۔چونکہ سودخور سارے گناہ کرتا ہے،لہذا اس کی سزا سب گناہوں سے بڑھ کر ہے،کیوں کہ جیسی غذا ویسا نتیجہ،حرام غذا سے حرام کام صادر ہوتے ہیں۔مکروہ غذا سے مکروہ کام۔مباح غذا سے مباح کام،بہترین غذا سے بہتریں کام کی توفیق ملتی ہے۔لہذا سودخور پر سود کا گناہ بھی ہے اوران حرام کاموں کا بھی جو سود کھانے سے پیدا ہوتے ہیں۔صوفیائے کرام فرماتے ہیں:اپنی غذا سنبھالو!سارے اعمال سنبھل جائیں گے''(تفسیر نعیمی آیت مذکورہ،تفسیر صوفیانہ)

مجھے یاد ہے کہ شہر پونے (مہاراشٹرا) میں قیام کے دوران میں نے اپنے ایک بیان میں سود کی حرمت بیان کی۔ بیان کے بعد چند لوگوں نے بتایا کہ فلا صاحب (جو سود کا کاروبار کرتے تھے) آج بہت گرم تھے کہ یہ سود کہاں حرام ہے؟ مولانا بس اپنی طرف سے جو چاہے کہہ دیا کرتے ہیں۔میں نے لوگوں کو سمجھایا تو لوگوں نے ان سے جا کر کہا کہ بھائی آپ مل کر خود ہی حضرت سے معلوم کرلیں تو بہتر ہوگا،ایک دن غصہ کی ملی جلی کیفیت میں حاضر ہوئے اوراس کا اظہار بھی کیا میں نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی مگر ماننے کے لئے تیار نہیں خیر قرآن واحادیث کی روشنی میں بتایا تو وقتی طور پر خاموش ہوگئے مگر کیفیت بتا رہی تھی کہ شریعت کا حکم ان کی طبیعت پر بہت سخت گزرا اوراٹھ کر چلے گئے۔اور پھر کچھ دن بعد پتا چلا کہ ان کے کاروبار بالکل دبالیہ ہوگیا۔شائد یہ اللہ کا حکم جان کر بھی اس سے رو گردانی کا نتیجہ تھا۔اللہ رب العزت قوم مسلم کے حال پر رحم فرمائے۔

حضرت ضیاء الامت فرماتے ہیں:

سود کے جواز کے لئے جو دلیل آج پیش کی جاتی ہے بعینہ یہی استدلال آج سے چودہ صدیاں پیشتر غیر متمدن عرب کے سودخوار پیش کیا کرتے تھے،یعنی جب دوسری اجناس کے لین دین میں نفع حاصل کرنا درست ہے تو روپیہ جو ایک جنس ہی ہے اس کے لین

دین میں اگر نفع لیا جائے تو اسے حرام کیوں قرار دیا جائے۔اس کا جواب قرآن حکیم نے یہ دیا کہ دونوں میں بڑا فرق ہے بیع کو اللہ تعالیٰ نے اس کے فوائد کی وجہ سے حلال کر دیا ہے اور سود کو اس کے نقصانات کی وجہ سے حرام کیا ہے اس لئے ان دونوں چیزوں کو یکساں کیسے تصور کیا جاسکتا ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: فرض کرو تمہارے پاس زعفران ہے اور ایک دوسرے شخص کے پاس اونٹ ہے۔تم اونٹ لینا چاہتے ہو لیکن اونٹ والے کو زعفران کی ضرورت نہیں۔اب تم اونٹ کیوں کر حاصل کر سکتے ہو۔یا تمہارے پاس کپڑے ہیں اور دوسرے شخص کے پاس کھانا ہے۔تمہیں بھوک لگی ہے تمہیں کھانا چاہئے لیکن کھانے والے کو کپڑوں کی ضرورت نہیں ہے۔اب تم کھانا کیوں کر خرید و گے اس لئے قدرت نے ایک ایسی جنس (سونا، چاندی) کی تخلیق فرمائی جس کے ذریعہ ہر شخص اپنی ضرورت کی چیز خرید سکے۔اگر آپ ذرا سا تأمل فرمائیں تو آپ کو یہ پتہ چل جائے گا کہ سونے چاندی کی تخلیق اس حکیم و دانا رب نے اسی مقصد کے لئے فرمائی ہے۔اور ان کا اور کوئی فائدہ نہیں۔ایک تو یہ کم یاب ہیں اور دوسرا ان میں صلابت اور سختی نہیں جو لوہے اور تانبے وغیرہ میں ہے تا کہ ان کی جگہ استعمال ہو سکیں اب اگر روپیہ پر سود لینے کی اجازت دی جائے تو روپیہ پھر صرف تبادلۂ اشیاء کا ذریعہ نہیں رہے گا بلکہ اس کی اپنی ذات کا سِب اور نفع خیز بن جائے گی اور لوگ دوسرے سامان تجارت کی طرح اس کی ذخیرہ اندوزی شروع کر دیں گے،جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بازار میں سے یہ غائب ہوتا چلا جائے گا۔اور جب روپیہ بازار سے غائب ہونا شروع ہو گیا تو صنعتی ترقی رک جائے گی۔تجارتی سرگرمی ختم ہو جائے گی اور دوسری اشیاء میں وہ اتار چڑھاو شروع ہوگا جس سے سارا اقتصادی نظام درہم برہم ہو جائے گا شریعت اسلامیہ نے ان مفاسد کے سد باب کے لئے سود کو حرام کر دیا۔

(ص ۱۹۳ / ۱۹۴ / ج ۱ تفسیر ضیاء القرآن)

سود کی حرمت کی حقیقی وجہ سمجھ لینے کے بعد اب ہمیں یہ بھی سمجھنا ہے کہ تجارت اور سود

میں کیا فرق ہے جس کی طرف قرآن نے اشارہ فرمایا ہے۔ یہ بالکل واضح فرق ہے کہ تجارت میں انسان روپیہ لگاتا ہے، پھر محنت کرتا ہے، اپنی ساری ذہنی قابلیتیں صرف کرتا ہے اور وقت خرچ کرتا ہے۔ اس کے باوجود نفع یقینی نہیں اسے نفع بھی ہوسکتا ہے اور نقصان بھی لیکن سودخور جو اپنا فالتو روپیہ دیتا ہے، نہ وقت نہ محنت نہ کاوش! وہ یقینی نفع کا خواستگار کیوں ہو؟ اسلام نے سرمایہ داروں کے لئے دو ہی راستے تجویز کئے ہیں یا تو اپنے بھائی کو اپنا زائد از صرف روپیہ بطور قرض حسنہ دے دیں ورنہ کاروبار میں شریک ہوجائے اور نفع ونقصان میں حصہ دار بنے۔ اس کے لئے تیسرا کوئی راستہ نہیں۔

اللہ رب العزت کا فرمان "یمحق اللہ ربا" انسانی معاشرے کو دعوت فکر دے رہا ہے، آیت کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ قاعدہ مقرر فرما رکھا ہے کہ سودخور کو برکت نہیں ہوگی اور مال سے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ نہ اس کو سوسائٹی میں کچھ عزت ہوگی نہ اس کو قلبی سکون نصیب ہوگا اس کی یہ حالت دنیا میں ہوگی اور آخرت میں وہ ثواب ورضائے خداوندی سے محروم ہوگا۔ (اللہ اکبر) (ص/ ۱۹۴/ ج ا تفسیر ضیاء القرآن)

ایک وبا ہمارے معاشرے میں یہ پھیل گئی ہے کہ خوب حرام کا مال کمائیں گے سود کے ذریعہ اپنی تجوریاں بھرلیں گے پھر اس روپیہ سے کار خیر کرتے نظر آتے ہیں۔ کہیں حج کیا جاتا ہے کہیں خیرات وزکوٰۃ کے نام پر اپنے خزانوں کے دہانے کھول دئے جاتے ہیں جب کہ ان لوگوں کو کچھ نہیں ملتا بلکہ آخرت کا عذاب اور بڑھ جاتا ہے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ "یمحق اللہ الربا" کے معنی یہ ہیں کہ سود کے مال میں سے نہ کوئی صدقہ اور خیرات مقبول ہے اور نہ حج اور جہاد اور کوئی صلہ رحمی مقبول ہے (بلکہ سودخور کا عالم یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں اور قریبی دوستوں کو بھی چور نگاہوں سے دیکھا کرتا ہے اور اس کی نگاہ میں صرف دولت کی قدر وقیمت ہوتی ہے رشتہ داری یا صلہ رحمی کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی) یہ دنیا کی بربادی ہوئی کہ سود کے روپیہ کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوا اور اہل عقل ودانش کی نظر میں

مال کے ہدیہ کی کوئی وقعت اور قیمت نہیں اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اگر پاک اور حلال بھی قبول ہو جائے تو اس کا بڑا فضل اور احسان ہے۔

اسی لئے مذہب اسلام نے مسلمانوں کی جان اور مال عزت و آبرو کے ساتھ اس کے مال و دولت کی بھی حفاظت کا سامان کیا ہے۔ مال اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے حلال طریقہ سے کمانے اور حلال طریقہ سے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اپنی اسی مصلحت کی تکمیل کے لئے آپسی لین دین، خرید و فروخت اور تجارت و اجارت وغیرہ میں مسلم معاشرے کے افراد پر کڑی شرطیں عائد فرمائیں تاکہ قوم مسلم کے مال کی بھی حفاظت ہو جائے اور اس کی جان کی بھی اور مزید یہ کہ وہ اللہ رب العزت کے قہر و غضب سے بھی محفوظ رہے۔

سود کا مٹانا اور صدقات کا بڑھانا آخرت کے لئے تو ہے ہی لیکن اس کے کچھ آثار دنیا میں بھی نظر آتے ہیں۔ جس مال میں سود کا مال شامل ہو جائے وہ مال اس کو بھی تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اہل نظر کہتے ہیں کہ سود خور پر چالیس سال نہیں گزرتے کہ اس کے مال میں نقصان ہو جاتا ہے۔ بعض اہل دل کا کہنا ہے کہ سود کا مال فوری طور پر کتنا ہی زیادہ ہو جائے لیکن وہ مال عمومی اعتبار سے مضبوط اور دیرپا نہیں ہوتا، جس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ کوئی آفت کی صورت میں آ کر جس مال میں سود کی آمیزش ہو اس کو برباد کر دیتی ہے۔

ایک دوسری جگہ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۲۷۸﴾ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴿۲۷۹﴾ (البقرۃ)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود سے اگر تم سچے دل سے ایمان دار ہو۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اعلان جنگ سن لو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔ اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہیں مل جائیں گے اصل مال، نہ تم ظلم کیا کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

اس آیت کریمہ میں سود کے خوگروں کو حکم دیا جارہا ہے کہ اگر اب تک تم اس گناہ میں مبتلا تھے اور اس کار بد کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا تو اب باز آجاؤ۔ کیوں کے اب تمہارے ہاتھ میں دولت ایمان آگئی ہے۔ اہل ایمان کو آواز دی گئی کہ میرے محبوب صلی اللہ وعلیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والو! قرآن اور اسلام پر ایمان لانے والو! اللہ کو رب اور محبوب رب کو اپنا رسول ماننے والو! سود کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ سود کو ختم کرنے کا اعلان آچکا ہے جو سود تم لے چکے تھے اور دے چکے تھے وہ گزر گیا۔ اب اگر تمہارے دلوں میں اللہ کا خوف اور اس کا ڈر ہے تو سود کا بقیہ لین دین بند کردو۔ کیوں اگر اب بھی تم نے اس کار بد سے اپنا ہاتھ نہ روکا تو پھر تیار ہو جایئے اپنے انجام کو بھگتنے کے لئے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے سود خوروں سے اعلان جنگ فرما دیا ہے۔ رب کا فرمان ہے۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کہ اگر تم نے سود سے ہاتھ نہ روکا اور باز نہ آئے اور تم ایسا نہ کیا تو سن لو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس واضح فرمان کو سن کر تم نے سنا ان سنا کردیا اور سود کا لین دین اور اس کا کاروبار بند نہ کیا اور سود کا نظام ختم نہ کیا تو اے سود خورو! تم تیار ہو جاؤ تمہارے خلاف اور تمہارے اس عمل بد کے خلاف اس کے استحصال کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔

گویا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان آگاہ کررہا ہے کہ تمہیں دو راستوں میں سے ایک راستہ کا انتخاب کرنا ہوگا، اگر تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو تو سودی نظام کو ترک کرنا ہوگا ، اور اگر تمہاری بد طینت طبیعتوں سے سود نہیں چھوٹتا اور تمہیں اس کا ترک کرنا دشوار گزر رہا ہے تو اللہ رب العزت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے گویا تم اعلان جنگ کررہے ہو اور یہ تمہارے بس کی بات نہیں۔

حضرت ضیاء ملت فرماتے ہیں: ''سود کے اخلاقی ، معاشرتی اور اقتصادی ناقابل تلافی نقصانات کے باعث اس کی حرمت کو اتنے شدید پیرائے میں بیان کیا گیا ہے جس کی مثال

نہیں۔ارشاد ہے جوان احکام کے بعد بھی سود لینے کی جرأت کرے گا اس کے خلاف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان جنگ ہے‘‘ (ص ۱۹۶، ج ۱ تفسیر ضیاء القرآن)

اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مکارم اخلاق کی تعلیم عطا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَاِنۡ كَانَ ذُوۡ عُسۡرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيۡسَرَةٍ ‌ؕ وَاَنۡ تَصَدَّقُوۡا خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸۰﴾ (البقرۃ/۲۸۰)

اور اگر مقروض تنگ دست ہو تو مہلت دو اسے خوش حال ہونے تک اور بخش دینا اسے (قرض) بہت بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم جانتے ہو۔

یہاں بندوں کو مکارم اخلاق کا ایک اور درس ہے۔ جو قوم ایسے ضابطہ اخلاق کی پابند ہو اس کے غریب و امیر افراد میں حسد و عناد کی آگ نہیں بھڑک سکتی۔ اور یہ خونی انقلاب رو پذیر نہیں ہو سکتے جن سے آج ساری دنیا لرزہ بر اندام ہے۔ کاش! مسلمان اپنے فرض کو پہچانیں اور ان اخلاقی اصولوں کو اپنانے کی کوشش کریں جو اسلام نے ان کی تابندگی کے لئے متعین فرمائے ہیں۔ اور پھر جو لوگ مکارم اخلاق کا مظاہرہ کر کے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرتے ہیں اور رضائے مولیٰ کے لئے حقدار کو ان کا حق ادا کرتے ہیں ان کے بارے میں قرآنی بشارت بھی سنتے چلیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ بِالَّيۡلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ‌ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۷۴﴾ (البقرۃ/۲۷۴)

وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور اور دن میں چھپے اور ظاہر ان کے لئے ان کا نیک (اجر) ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔ (کنز الایمان)

امام بزار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں: حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قبیلہ قیس کے کچھ افراد چیتوں کی کھالیں پہنے ہوئے اور تلوار لٹکائے ہوئے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان لوگوں کی حالت کو ناپسند کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز پڑھی اور اپنے گھر میں تشریف لے گئے۔ پھر تشریف لائے نماز پڑھی

اور اپنی نشست گاہ پر بیٹھ گئے، آپ نے لوگوں کو صدقہ کا حکم دیا اور صدقہ کرنے پر لوگوں کو ابھارا۔ کسی نے دینار صدقہ کیا، کسی نے درہم صدقہ کیا، کسی نے گندم کا صاع صدقہ کیا، کسی نے کھجوروں کا۔ ایک انصاری صحابی سونے کی تھیلی لے کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کی پھر لوگ متواتر اپنے صدقات لاتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے کپڑوں اور کھانوں کے دو ڈھیر دیکھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کو دیکھا اور وہ اس طرح چمک رہا تھا جیسے سونا ہو۔ (ص ۹۱۹ رج ۱ تفسیر درمنثور)

امام بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص نے کبھی کوئی نیکی کا کام نہیں کیا تھا اور وہ لوگوں کو قرض دیتا تھا اور اپنے بیٹے کو کہتا جب تیرے پاس کوئی تنگ دست آئے تو اس سے تجاوز کرنا (یعنی معاف کر دینا) ہوسکتا ہے اللہ ہم سے تجاوز فرمالے (معاف فرمادے)۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ملا (فوت ہوگیا) تو اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں سے تجاوز فرمادیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے جسے امام مسلم اور ترمذی نے ابو مسعود البدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کا محاسبہ کیا گیا تو اس کے لئے کوئی خیر کا عمل نہ پایا گیا سوائے اس کے کہ وہ لوگوں کے ساتھ معاملات کرتا تھا اور وہ خوشحال شخص تھا۔ وہ اپنے بیٹوں کو حکم دیتا تھا کہ تنگ دست سے تجاوز کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم اس سے تجاوز کرنے کے زیادہ حق دار ہیں۔

(ص ۹۵۲ رج ۱ تفسیر درمنثور مترجم)

ایک اور روایت جسے امام مسلم و ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی مسلمان سے دنیا کی سختیوں میں سے کسی سختی کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی سختیوں میں سے ایک سختی دور کرے گا۔

اور جو تنگ دست کو دنیا میں سہولت دے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس پر آسانی

فرمائے گا اور جو دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔ (ص ۹۵۱ / ۹۵۲ / ج ۱ تفسیر درمنثور)

دوسری جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ سود کے حوالے سے ارشاد فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰٓوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ (آل عمران)

اے ایمان والو! نہ کھاؤ سود دوگنا چوگنا کر کے اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم فلاح پاؤ۔

یہاں اللہ رب العزت نے مؤمنوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ سود کی برائی سے بچو ایسا نہ ہو کہ تم سود در سود کے ذریعہ کسی غریب کا آشیانہ اور منہ کا نوالا تک چھین لو۔

اس آیت میں زمانہ جاہلیت کا خاص ذکر کر کے اس کے سودی نظام کو بتایا جا رہا ہے۔ کہ اس دور میں یہ عام رواج تھا کہ اگر کسی شخص نے ایک مدت مقررہ تک قرض لیا۔ جب وہ مدت ختم ہو جاتی اور قرض خواہ اپنی رقم کا مطالبہ کرتا تو مقروض کہتا تم میعاد بڑھا دو میں رقم میں اضافہ کر دوں گا اور پھر یہ معاملہ مدتوں تک جاری رہتا، یہاں تک کہ اصل رقم کئی گنا تک بڑھ جاتی۔ اس ظالمانہ نظام سود کو اسلام نے سختی کے ساتھ روکا۔ کیوں کہ اس سے جہاں ایک گروہ میں تن آسانی، حرام خوری، حرص و بخل کے جذبات پرورش پاتے ہیں تو وہیں ایک دوسرا طبقہ بغض وعناد، حسد اور منافرت کی شکار ہو جاتا ہے۔ اسلام نے ان تمام راستوں کو ختم کر دیا جہاں سے انسانی اقدار پامال ہوں اس لئے سود جیسی مہلک بیماری سے محفوظ کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے جب ایک آدمی کو کسی دوسرے آدمی سے مال لینا ہوتا جب وقت مقررہ آجاتا تو اس آدمی سے پیسوں کا مطالبہ کرتا تو مقروض کہتا مجھے مہلت دو میں تیرے مال میں اضافہ کر دیتا ہوں، وہ دونوں اسی طرح معاملات طے کر لیتے۔ یہی کئی گنا سود ہوتا اللہ تعالیٰ نے انہیں نصیحت فرمائی کہ سود کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، سود نہ کھاؤ تاکہ تم فلاح پاؤ اور اس آگ سے بچو جو کفار کے

لئے تیار کی گئی ہے۔

اس آیت کریمہ میں ان مؤمنوں کو اس آگ سے ڈرایا جارہا ہے جو کفار کے لئے تیار کی گئی ہے اور فرمایا کہ سود کو حرام قرار دینے میں اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے اور تمہیں عذاب نہ دیا جائے۔ (ص ۱۹۸ تفسیر در منثور مترجم)

اس روایت کو پڑھ کر ذرہ ٹھنڈے دماغ سے سوچا ہوتا کہ دنیا کے چند سکے اور پھوٹی کوڑی اور اس کے عوض ملنے والا عذاب کتنا سخت اور ہولناک ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا یہ مال تمہارا چین غارت کر جائے اور تم کو ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم کی دہکتی ہوئی خطرناک آگ میں پھینک دیا جائے۔

اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اپنے بندوں کو اپنی طرف لوٹنے کی بار بار تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ (۱۳۳/آل عمران)

اور دوڑو بخشش کی طرف جو تمہارے رب کی طرف سے ہے اور دوڑو جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین جتنی ہے جو تیار کی گئی ہے پرہیزگاروں کے لئے۔

حدیث پاک میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر نقل کی ہے کہ اعمال حسنہ کی طرف جلدی کرو تا کہ وہ تمہارے گناہ بخش دے اس کی جنت کا عرض سات آسمانوں اور سات زمینوں کے برابر ہے، یعنی اگر ان سب کو آپس میں ملایا جائے تو لمبائی جنت کی چوڑائی کے برابر ہوگی۔ (ص ۱۹۹/ج ۲ تفسیر در منثور)

امام ابن جریر رضی اللہ عنہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سات آسمان اور سات زمینیں آپس میں اس طرح سے ملائی جائیں جس طرح کپڑے ایک دوسرے کے ساتھ ملائے جاتے ہیں تو یہ جنت کی چوڑائی کے برابر ہے۔ (ص ۱۹۹/ج ۲ تفسیر در منثور)

بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ تم جنت جتنی وسعت کا تصور نہیں کر سکتے ہو جنت اس سے بھی زیادہ وسیع ہے پھر اس کے راستے کو کیوں چھوڑ کر تم چند روپیوں کے بدلے اس کو ضائع کر رہے ہو۔

سود اور قوم یہود کا طرز عمل

اللہ تعالیٰ نے جب یہودیوں کو سود سے منع فرمایا اور سود کو ان پر حرام کر دیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بچنے کے لئے طرح طرح کے حیلے بہانے بنائے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے ان کی اس حکم عدولی اور عصیاں شعاریوں کے باعث کئی ایک حلال و پاکیزہ چیزیں بطور سزا ان پر حرام فرما دیں۔ خداوند تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾ (۱۶۰/النساء)

سو یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے ہم نے حرام کر دیں ان پر وہ پاکیزہ چیزیں جو حلال کی گئی تھیں ان کے لئے اور یہودیوں کے روکنے کی وجہ سے اللہ کے راستے سے بہت سے لوگوں کو۔

حضرت ضیاء الامت فرماتے ہیں: ''یہ کوئی معمولی جرم نہیں کہ انسان خود اطاعت خداوندی سے محروم رہے لیکن جو شخص دوسروں کے لئے ہدایت کا راستہ بند کرتا ہے اور دعوت حق قبول کرنے سے روکتا ہے اس سے بڑھ کر اور کون مجرم ہوگا۔ دین سے روکنے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ انسان زبان اور قوت سے لوگوں کو سچا دین قبول کرنے سے روکے۔ اس کے علاوہ ایک دوسری صورت بھی جو زیادہ خطرناک ہے وہ یہ ہے کہ انسان دین حق کو قبول تو کر لے لیکن اس کے احکان، اس کے ضابطہ اخلاق اور اس کے قواعد معاشرت وغیرہ پر عمل کر کے اپنی حالت کو نہ سنوارے تو دوسری قومیں اس سے خود بخود متنفر ہو جائیں گی کہ جب اس کے قدیم ماننے والے کسی حیثیت سے بھی دوسری قوموں سے بلند اور بہتر نہیں تو پھر اس کو کیوں قبول کیا جائے، کیا ہم مسلمان کہلانے والے اپنے اعمال زندگی سے

دوسری قوموں کے لئے اسلام قبول کرنے میں حجاب اور رکاوٹ تو نہیں؟''

(ص ۴۱۹/ج ا/ تفسیر ضیاء القرآن)

آج یہ مسئلہ امت مسلمہ کے لئے ناسور بنتا جارہا ہے، وہ مسلمان جو کبھی حرام مال کے قریب تک نہ جاتا تھا اور حرام کے تصور سے ہی وہ خوف زدہ ہو جاتا تھا اب بڑے دھڑ لے سے حرام کاروبار میں مشغول ہے اور اسی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔ سود جیسی ملعون چیز پر ٹوٹا پڑا ہے اور اس کو اپنا موروثی حق سمجھتا ہے، جب کہ اسے یہ بھی پتہ نہیں کہ اس کی شناعت وقباحت کیا ہے۔ اس کو ہم باب احادیث میں ذکر کریں گے۔

اللہ رب العزت نے یہودیوں کے ظلم وستم کو بیان کرنے کے بعد ان کے سودی کاروبار کی مذمت فرمائی ہے۔ ارشاد ہوا:

وَّاَخۡذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ وَاَكۡلِهِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ ؕ وَ اَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۱۶۱﴾ (۱۶۱/النساء)

اور اس لئے کہ وہ سود لیتے حالانکہ وہ اس سے منع کئے گئے اور لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے اور ان میں جو کافر ہوئے ہم نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ قوم یہود کو بھی اللہ تعالیٰ نے سود سے بچنے کا حکم دیا مگر وہ نہ مانے اور کھلم کھلا سود کا کاروبار کرتے بلکہ اب بھی عالم یہ ہے عالمی سطح پر قوم یہود سب سے بڑی سود خور قوم ہے۔ جب انہوں نے اللہ کے احکام کو نظر انداز کیا تو اللہ تعالیٰ نے جو تم کو دنیا میں کرنا ہ کرو مگر یہ بھی یاد رکھو کہ تمہارے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قوم یہود کی ساری چالیں اور ہتھ کنڈے غلط تھے جنہیں وہ اپناتے تھے اور ان کے ذریعہ انبیاء کرام کو دھوکا دیتے تھے انہیں ایک حیلوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ سود خوری کیا کرتے اور انبیاء کی تعلیم کا کھلم کھلا مذاک بنا دیا۔

یہی حال آج قوم مسلم کا ہے کہ لاکھ سمجھانے کے باوجود اس سے بچنے کو تیار نہیں ان کی طبیعت کی دیوی نے ان پر ایسا قبضہ کیا ہے کہ ان کے سوچنے اور سمجھنے کی قوت بھی مفلوج

ہوگئی۔رات دن اسی تگ ودو میں گزرتی ہے کہ کس طرح سود کے ذریعہ اپنی آتشی تجوری کو بھرا جائے۔جب کہ وہ یہ بھول بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دردناک عذاب کا اعلان کردیا ہے۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا جو سود کو بڑھانے کے حیلے بہانے ڈھونڈھا کرتے تھے کہ کسی بھی صورت میں ہمارا مال بڑھے فرمایا:

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ (الروم)

اورتم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے یہاں نہ بڑھے گی اور جو تم خیرات دو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تو انہیں کے حکم دونے ہیں۔(ان کا اجروثواب زیادہ ہوگا ایک نیکی کا دس گنا زیادہ دیا جائے گا)

اس آیت کریمہ کے دو مفہوم بیان کئے گئے ہیں ایک یہ کہ ربا سے مراد یہاں اس کا مشہور معنی سود ہے اور حرمت سود کا جو حکم بڑی وضاحت کے ساتھ مدینہ طیبہ میں ہجرت کے بعد نازل ہوا۔اس آیت میں اس حکم کی طرف پہلا قدم ہے قرآن کریم کا یہ دستور ہے کہ وہ ہر برائی جس کی جڑیں اس معاشرے میں بڑی گہری چلی گئی ہوں۔اس کی حرمت کا یک لخت حکم نہیں دے دیا جاتا بلکہ تدریجی احکام سے پہلے ایسی فضا تیار کی جاتی کہ لوگوں کی وابستگی اس ختم ہوجائے۔اوراس سے نفرت کے جذبات پیدا ہوجائیں پھر اس کی حرمت کا قطعی حکم صادر فرمایا جاتا ہے،جس طرح شراب وغیرہ کے احکام۔

سود عرب کے جاہلی معاشرے میں مروج تھا اور لوگ اپنی نجی اور کاروباری ضروریات کے لئے سودی قرض مکہ کے بڑے بڑے ساہوکاروں سے لیا کرتے تھے۔اس آیت میں سود کے متعلق اس تصور کا بطلان کیا کہ اس سے مال بڑھتا ہے اور دولت میں زیادتی ہوتی ہے۔بتا دیا گیا کہ سودی کاروبار سے مال ودولت میں اضافہ نہیں ہوتا اور نہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دیتا ہے بلکہ جو لوگ اللہ کی رضا کے لئے صدقات وخیرات کرتے ہیں اللہ تعالیٰ

انہیں لوگوں کو اپنی برکتوں سے مالا مال فرما تا ہے۔اسی کی جانب اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے والی آیت میں اشارہ فرمایا۔ارشاد ہوا:

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ (۳۸/الروم)

پس دو، رشتہ دار کو اس کا حق نیز مسکین اور مسافر کو یہ بہتر ہے ان لوگوں کے لئے جو رضائے الٰہی کے طلب گار ہیں اور وہی لوگ دونوں جہانوں میں کامیاب ہوں گے۔

یہ تو وہ وعیدیں تھیں جو قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائیں۔اب ہم احادیث مبارکہ میں دیکھتے ہیں غیب داں نبی حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کی جو برائی بیان فرمائی ہیں ایک مسلمان اگر واقعی وہ مسلمان ہے تو وہ مرجانا تو گوارہ کرے گا مگر کبھی سود کے بارے میں سوچے گا بھی نہیں۔

سود چونکہ زمانہ جاہلیت میں بھی بہت عام تھا اور عربوں کے درمیان معروف اور مشتمل تھا، اس کی صورت یہ تھی کہ وہ دینار یا درہم کی شکل میں مخصوص مدت کے لئے اپنے اصل سرمایہ پر متعین اضافہ کی شرط کے ساتھ قرض دیا کرتے تھے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دور جاہلیت کے سود کے بارے میں فرمایا: جہاں تک ربا النسیئۃ کا تعلق ہے تو دور جاہلیت کا ایک مشہور و معروف عقد تھا اور وہ یہ کہ لوگ اس شرط کے ساتھ روپے دیا کرتے تھے کہ ایک متعین رقم ماہانہ وصول کیا کریں گے، اور اصل سرمایہ ویسا ہی واجب الادا رہے گا پھر مدت کے گزرنے کے بعد وہ مقروض سے اصل سرمایہ کی واپسی کا مطالبہ کرتے تھے، اب اگر وہ ادا نہ کرسکا تو وہ مدت اور واجب الادا رقم بڑھا دیتے تھے۔یہ تھا وہ سود جو زمانہ جاہلیت کے زمانے میں رائج تھا۔

(ص ۳۵۱/ج ۲ تفسیر کبیر)

اور اب یہ بلا ہمارے معاشرے میں اپنی جڑیں کافی گہری کرچکی ہے لوگوں نے یہ طریقہ نکالا ہے کہ کسی ضرورت مند کو مثلا ایک لاکھ روپیہ قرض دے دیا اور پھر پانچ ہزار دس

ہزار روپیہ مہینہ کا ٹھہرا لیتے ہیں اب جب تک وہ روپئے واپس نہ کرے اس سے مہینہ لیتے رہتے ہیں اوران کا ایک لاکھ باقی ہی رہتا ہے۔ یہ سود ہے اور سخت حرام ہے۔

سود کی مذمت احادیث کی روشنی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات ہلاک کردینے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ سات چیزیں کونسی ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا ،ایسی جان کو ناحق مار ڈالنا جس کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے روز پیٹھ دکھا کر بھاگنا اور بھولی بھالی پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔ (بخاری ۱/۳۸۸)

اس حدیث پاک میں اللہ کے محبوب حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کو چوتھے مقام پر بیان فرمایا کہ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی کو ناحق قتل کرنا ان جرموں کے بعد بڑا جرم یہ ہے کہ انسان سود خور ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے: وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ۠ (۲۸۱) (البقرۃ/۲۸۱)

اور اے لوگو! ڈرتے رہو اس دن سے جس دن لوٹائے جاؤ گے اللہ کی جانب، پھر پورا دیا جائے گا ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا، اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

اس فانی دنیا میں انسان جو کچھ گناہ کر رہا ہے شائد وہ بھول بیٹھا ہے کہ اسے ایک دن اللہ رب العزت کے حضور حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب بھی دینا ہے اگر اس بات کو انسان یاد رکھ لے تو سود اور دوسرے تمام گناہ کرنا تو دور کی بات ان کا تصور بھی ذہن میں نہ لائے۔

اے میرے بھائی! ذرا سنجیدگی سے سوچ تیرا اپنا کیا ہے جو کچھ ہے تیرے معبود نے تجھے دیا ہے۔ اب اگر سودی کاروبار میں پھنس چکے ہو تو سن لو! تمہیں دو راستوں میں سے ایک راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ اگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے پر چلنا چاہتے ہو تو

سودی نظام کوٹھکرانا ہوگا اور اگر سود کی راہ پر چلنا چاہتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ کے لئے خود کو تیار کرلو، اور یہ تمہارے بس کی بات نہیں لہذا نظام سود کو اپنے معاشرے سے تم کو نکالنا ہی پڑے گا۔

ایک روایت جس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ضرور لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگوں کو اس بات کی کوئی پرواہ نہ ہوگی کہ انہوں نے مال کہاں سے کمایا، آیا حلال طریقے سے یا حرام۔ (صحیح البخاری حدیث نمبر ۲۰۸۳)

ایک دوسری روایت جس کو امام بخاری نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رایت اللیلۃ رجلین اُتیانی، فاخرجانی الیٰ ارض مقدسۃ، فنطلقنا حتیٰ اُتینا علی نہر من دم فیہ رجل قائم علی وسط النہر رجل بین یدیہ حجارۃ، فاقبل الرجل فی النہر فاذاارادالرجل ان یخرج رمی الرجل بحجر فی فیہ فردہ حیث کان، فجعل کلما جاء لیخرج رمی فی فیہ بحجر، فیرجع کما کان، فقلت ما ھذ؟! فقال: الذی رائتہ فی النہر آکل الربوا۔" (صحیح البخاری، باب آکل الربا و شاھدہ و کاتبہ حدیث نمبر ۲۰۸۴)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات میں نے دو آدمی دیکھے وہ دونوں میرے پاس آئے اور مجھے وہ بیت المقدس میں لے گئے پھر ہم سب وہاں سے چلے یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر پر آئے، وہاں نہر کے کنارے ایک شخص کھڑا ہوا تھا اور نہر کے بیچ میں ایک دوسرا شخص کھڑا تھا، جو شخص کنارے کھڑا تھا اس کے سامنے پتھر پڑے تھے نہر والا آدمی آتا اور جیسے ہی وہ چاہتا کہ نہر سے باہر نکلے فوراً ہی باہر والا شخص اس کے منہ پر کھینچ کر پتھر مارتا، جو اسے وہیں واپس لوٹا دیتا تھا، جہاں وہ پہلے تھا اسی طرح جب بھی وہ نکلنا چاہتا کنارے پر کھڑا ہوا شخص اس کے منہ پر پتھر مارتا تھا اور وہ جہاں تھا وہیں واپس لوٹ جاتا میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا

کہ یہ کیا ہے؟ تو وہ بولے کہ جو نہر میں تم نے دیکھا وہ سود خور انسان ہے۔ (ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ معاملہ اس کے ساتھ قیامت تک ہوتا رہے گا۔) اللہ اکبر

ایک اور روایت میں ہے: "نهى النبى صلى الله عليه وسلم عن ثمن الدم، نهى عن الواشمة والموشمة، وآكل الربا، وموكله، ولعن المصور"

(صحیح البخاری، باب موکل الربا حدیث نمبر ۲۰۸۶)

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت لینے سے منع فرمایا، آپ نے گودنے والی اور گدوانے والی کو گدوانے سے اور سود لینے اور سود دینے والے کو لینے یا دینے دونوں سے منع فرمایا اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور سود کھلانے والے اور سودی تحریر یا سود کا حساب لکھنے والے اور سودی شہادت دینے والوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ یہ سب لوگ (گناہ میں) برابر ہیں۔

(صحیح مسلم، باب الربا، حدیث نمبر ۳۹۸۰)

سود اتنا گندہ اور بھیانک ہے کہ کھانا تو دور کی بات جو لکھنے اور گواہ بننے والے سب برابر کے مجرم ہیں اور سب پر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ ان لوگوں کو جنت میں داخل نہ فرمائے گا اور نہ ان کو جنت کا ذائقہ چکھائے گا ایک شراب کا عادی، سود کھانے والا، ناحق یتیم کا مال کھانے والا، ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا۔

(ص ۳۷/ج ۲ المستدرک للحاکم)

یہ چار وہ اعمال ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک میں بھی مبتلا ہو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل نہ فرمائے گا۔ اسی لئے اللہ عالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ

وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۰﴾ (النساء)

بے شک وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کا مال ظلم سے وہ تو بس کھا رہے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ اور وہ عنقریب ہی جھونکے جائیں گے بھڑکتی آگ میں۔

دوران مطالعہ میں جب اس مقام پر پہنچا جہاں ہمارے پیارے آقا حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کا مال کھانے کو ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر بتایا تو دل لرز اٹھا، بدن کانپ گیا۔ اللہ اکبر! آپ بھی دل تھام کران روایات کا مطالعہ کریں اور خاص کر وہ افراد جو سود کے دلدل میں پھنس کر اپنی دنیا اور آخرت برباد کررہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود کے ستر گناہ ہیں ان میں سے ادنیٰ یہ ہے کہ کوئی انسان اپنی ماں سے زنا کرے۔

(سنن ابن ماجہ: ۱۶۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود کے ستر دروازے ہیں ان میں ادنیٰ درجہ یہ ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے۔

اسی طرح براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ سود کے ستر باب ہیں کم از کم اس کا گناہ ماں کے ساتھ بدکاری کی مثل ہے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود کے ستر دروازے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے بد کاری کرے۔

سود کا ایک درہم کھانا ۳۶ دفعہ زنا سے سخت ہے

مسند امام میں ایک روایت ہے جس حضرت عبداللہ بن حنظلہ (جن کو شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا تھا) نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود کا ایک درہم کھانا چھتیس مرتبہ زنا سے بدتر اور زیادہ شدید ہے بشرطیکہ کھانے والے کو معلوم ہو

کہ یہ درہم سود کا ہے۔(ص ۲۲۵ رج ۵ مسند احمد)

ایک دوسری روایت میں جسے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک درہم جس کو کوئی شخص سود سے حاصل کرے اللہ کے نزدیک تینتیس زانیوں کے حالت اسلام میں زنا کرنے سے بھی زیادہ شدید جرم ہے۔(ص ۲۲۵ رج ۵ مسند احمد)

سود خور اور آخرت کا عذاب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھے معراج ہوئی میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ ایسے تھے جیسے سانپوں سے بھرے ہوئے گھر اور اژدھے پیٹوں سے باہر بھی دکھائی دے رہے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ سود خور ہیں۔ اللہ اکبر! (سنن ابن ماجہ)

سود حرام ہونے کے اسباب

سود کی مذمت کے بہت سے واقعات آپ پڑھ چکے اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کیوں کیا؟ یہ ایک فطری سوال ہے جو لوگوں کے ذہن میں گردش کرتا رہتا ہے تو اس کی کئی وجہیں ہیں ایک یہ کہ انسان کے اندر سود خوری کی وجہ سے صلہ رحمی، انسانی ہمدردی اور مروت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ دوم سود خوری کی وجہ سے مال اور دنیا کی محبت دل میں اس قدر راسخ ہو جاتی ہے کہ طمع اور حرص اس کو ہر عیب اور معصیت سے اندھا کر دیتا ہے۔ سوم، سود انسان کو بے رحم بنا دیتا ہے اور بے ایمانی اور فریب دہی کے عجیب عجیب طریقے اس کے نفس میں پیدا کرتا ہے حتیٰ کہ آدمی کو آدمیت اور انسانیت سے خارج کر دیتا ہے۔

چہارم: سود سے ملک کی ترقی پر اثر پڑتا ہے، اس لئے کہ جب مالدار سود کے ذریعہ

اپنا مال بڑھائیں گے تو تجارت، زراعت، صنعت اور حرفت پر روپیہ نہیں لگائیں گے جس پر کسی بھی ملک کی ترقی کا انحصار ہوتا ہے۔اس شخص کو بلا مشقت اور بلا محنت فائدہ تو ہو جائے گا لیکن یہ فائدہ انفرادی ہوگا اجتماعی نہ ہوگا۔سودخور بغیر کسی عوض کے اپنی رقم سے نفع حاصل کرنا چاہتا ہے جب اصل رقم بعینہ واپس آ گئی تو یہ زائد رقم کس چیز کا معاوضہ ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر ''تفسیر رازی'' میں فرماتے ہیں:

''سمجھ لو کہ سود کی دو قسمیں ہیں ایک ادھار کا ربوا دوسرا نقد پر زیادتی کا سود۔ پھر ادھار کا روبار وہی ہے جو زمانہ جاہلیت سے مشہور و متعارف چلا آ رہا ہے۔جس کی صورت یہ ہے کہ لوگ اپنا روپیہ ادھار پر اس شرط پر دیتے ہیں کہ اتنا روپیہ اسے ماہوار سود دینا ہوگا اور رأس المال بدستور باقی رہے گا پھر جب قرض کی میعاد پوری ہوگی تو وہ قرض دار سے رأس المال طلب کرتے، اگر قرض دار اس وقت ادا کرنے سے عذر کرتا تو میعاد میں اضافہ اور زیادتی کر دیتے تھے اور پھر اس کا سود بڑھا دیتے تھے۔سود کی یہ قسم زمانہ جاہلیت میں رائج تھی (اور آج بھی ہمارے ملک ہندوستان میں رائج ہے کہ سودی کاروبار کرنے والے افراد مجبور انسان کی مجبوری کا خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔کسی شخص کو قرض اس شرط پر دیتے ہیں کہ ہم تمہیں ایک لاکھ یا جو بھی رقم چاہئے دیتے ہیں اور یہ شرط ٹھہرا لیتے ہیں کہ تم کو پانچ دس ہزار روپیہ مہینہ واپس کرنا ہے جب تک ہماری پوری رقم واپس نہ کر دو، اور یہ معاملہ پھر برسوں چلتا ہے۔اور کبھی کبھی بڑی بھیانک صورت حال اختیار کر جاتا ہے کہ مقروض انسان سود در سود میں ایسا ڈوب جاتا ہے کہ کہیں خودکشی کرتا ہے کہیں لڑائی جھگڑا اور کہیں مقدمات میں گھر جاتا ہے اور پھر پوری زندگی کا سکون غارت کر لیتا ہے) دوسری قسم نقد سود وہ یہ ہے کہ گیہوں ایک من کے بدلے دو من لئے جائیں اور اسی طرح دوسری چیزیں۔''

(تفسیر کبیر/امام رازی)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔قسم مال تو فروخت کرا دیتی ہے مگر برکت مٹا دیتی ہے۔(صحیح البخاری، کتاب البیوع)

اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم کہ گناہ کے ذریعہ جو مال حاصل ہو اس میں سے اللہ برکت اٹھالیتا ہے۔

صحیح مسلم شریف میں مالک بن اوس بن حدثان کہتے ہیں: میں بازار میں یہ کہتا ہوا آیا کہ دراہم کون فروخت کرتا ہے؟ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور اس وقت ان کے پاس حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔ ہمیں اپنا سودا دکھاؤ اور پھر آنا جب ہمارا نوکر آئے گا تو ہم تمہیں قیمت دے دیں گے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا: ہرگز نہیں! تم اس کو چاندی ابھی دو ورنہ اس کا سونا ابھی واپس کردو۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چاندی سونے کے عوض سود ہے مگر جو نقد بہ نقد ہو اور جو، جو کے بدلے سود ہے مگر جو نقد ہو اور کھجور، کھجور کے بدلے میں سود ہے مگر جو نقد بہ نقد ہو۔

(صحیح مسلم/کتاب المساقاۃ والمزارعۃ)

دور حاضر میں لوگ سود کے اس قدر رسیا ہو گئے کہ اس کو اپنا موروثی حق سمجھتے ہیں ان لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے یہ دو واقعات پیش ہیں اللہ ایسے بد اطوار لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمائے۔

منقول ہے کہ دو شخصوں کے درمیان کسی زمین کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دیوار کی ایک اینٹ کو قوت گویائی عطا فرمائی جس نے کہا: ائے دونوں لڑنے والے! تم کب تک جھگڑتے رہو گے؟ اللہ تعالیٰ کی عزت وجلال کی قسم! میں تو ہزار سال قبل پوری دنیا پر حکومت کرنے والے کسی بادشاہ کی ملک ہوں۔

واقعہ یہ ہے کہ میرے مر کر مٹی میں ہو جانے کے ہزار سال بعد کسی برتن ساز نے مجھے لیا، پھر مجھے گوندھ کر برتن بنایا، میں استعمال کی گئی یہاں تک کہ ٹوٹ پھوٹ گئی۔ پھر ہزار سال تک یوں ہی مٹی بنکر پڑی رہی، پھر کسی شخص کے ہاتھ لگی جس نے سانچے میں ڈھال کر مجھے اینٹ بنا دیا، اب اس دیوار میں کوئی تین سو سال کا عرصہ ہوا چنی ہوئی ہوں۔ اینٹ کی یہ بات ان کے دل پر اثر کرگئی اور وہ لوٹ گئے اور پھر کبھی جھگڑا نہ کیا۔ (ص ۱۱۴/۱۱۵/ایسے

تھے مرے اسلاف مطبوعہ)

حرام مال کھانے والا کبھی سکون سے نہیں رہتا ہے بلکہ اس کو بے قراری و بے چینی تباہ برباد کر دیتی ہے اور زندگی بھر راحت و آرام نصیب نہیں ہوتا، مزید مرنے کے بعد آخرت کا عذاب الگ باقی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی مقبرہ سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص نے زندہ ہو کر انہیں آواز دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا: دنیا کے اندر تم کیا کیا کرتے تھے۔؟ کہا: میں قلی تھا، سر پر بوجھ ڈھوتا تھا اور اسی سے روزی کماتا تھا۔ ایک دن کسی آدمی کی لکڑی میں نے اپنے سر پر لاد رکھی تھی، غلطی سے اس میں سے ایک تنکا نکال کر میں نے اپنے دانتوں کا خلال کر لیا تھا۔ جب میرا انتقال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور کہا: ”میرے بندے! کیا تمہیں اس وقت پتا نہ تھا کہ میں تمہیں ایک دن اپنے روبرو کھڑا کرنے والا ہوں جب فلاں شخص نے اپنے مال سے لکڑی خریدی اور تمہیں گھر تک پہنچانے کی اجرت ادا کر دی تھی، پھر تم نے اس میں سے ایک تنکا کیوں نکال لیا تھا جو کہ تمہاری ملکیت نہ تھا۔ تو نے میرے حکم کی صریح خلاف ورزی کی ہے۔

لہٰذا اب میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر التجا کرتا ہوں کہ بارگاہ الٰہی میں میرے لئے سفارش کر دیجئے کیوں کہ میں چالیس سال سے محض اس ایک جرم کے حساب میں گھرا ہوا ہوں۔“ (ص ۲۳۲/نوجوانوں کی حکایات/از مولانا افروز قادری)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بروز قیامت ایک شخص دوسرے کے گلے لٹک کر یوں عرض کرے گا: اللہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرمائے۔ ایک کہے گا: قسم بخدا! میں تو تمہیں جانتا بھی نہیں ہوں۔ دوسرا کہے گا: کیا تو وہ نہیں جس نے میری دیوار سے مٹی نکالی تھی۔ کوئی اور کہے گا تو نے تو میرے کپڑے سے ایک دھاگا نکال لیا تھا۔ تو یہ اور اس طرح کی بہت سی ایسی مثالیں ہیں جنھیں سن کر اور پڑھ کر خوف خدا رکھنے والوں کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ (ایضاً)

ایک مرد صالح کی حکایت بیان کی جاتی ہے کہ کوئی سات سالہ بچہ گریہ و بکا اور حزن وملال کی مجسم تصویر بنا اپنی ماں کے پاس پہنچا اور کہا: امی جان! میں وعظ و بیان کی ایک مجلس میں شریک ہوا جہاں واعظ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا: جس نے حرام کا ایک لقمہ بھی کھا لیا تو اس کے دل میں سختی آ جائے گی۔ اور آج میں اپنے دل میں ایک عجیب طرح کی سختی محسوکر رہا ہوں۔ آپ یہ بتائیں کہ آج آپ نے مجھے کیا کھلا یا ہے؟

ماں نے کہا: پیارے بیٹے! خدا کی قسم! میں نے کبھی بھی حرام کا کوئی لقمہ تیرے شکم میں نہیں جانے دیا، ہاں مجھے یاد آتا ہے کہ آج میں پڑوس میں گئی تھی جہاں سے کچھ سرمہ لیتی آئی اور وہی سرمہ میں نے تمہاری آنکھوں میں لگا دیا ہے۔ کہا: امی جان! لگتا ہے اسی کی وجہ سے مجھے دل میں سختی محسوس ہو رہی ہے۔ (ص ۱۳۳/ ایسے تھے مرے اسلاف، مطبوعہ)

اللہ اکبر! ذرا غور کریں کہ اگر ایک شخص ایک مشتبہ چیز آنکھوں میں لگانے سے اپنے اندر سختی محسوس کرسکتا ہے تو کیا خیال ہے ان لوگوں کے بارے میں جو لوگ حرام کھانے پر تلے رہتے ہیں اور انہوں نے حرام مال کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے۔ کبھی چوری چکاری کے ذریعہ اور کبھی سود کے ذریعہ اور کبھی جوا اور دیگر حرام ذرائع کے ذریعہ۔ ایسے لوگوں کو دیکھا یہ گیا ہے کہ اپنی اولاد کے ظلم وستم کا عبرتناک نشان بنتے ہیں اور پیر رگڑ رگڑ کر مرتے ہیں کوئی ان کا اپنا بھی پوچھنے نہیں آتا۔ بات کیا ہے بس اتنی کے جن کا مال یہ ڈکار کر بیٹھے ہیں ان کی آہیں اس کے لئے تازیانۂ عبرت بن گئیں ہیں۔

سود سے باطنی نور ختم ہوتا ہے

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ حضرت میر ابوالعلیٰ اکبرآبادی اپنے دوستوں کی مجلس میں حاضر تھے انہوں نے مجلس پر بھرپور توجہ ڈالی مگر انہوں نے کچھ اثر قبول نہ کیا۔

آپ متعجب ہوئے، اچانک چراغ گل ہو گیا۔ اسی وقت مجلس میں عجیب وغریب

آثار نمودار ہونے لگے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ چراغ ایک سود خور لایا تھا۔ واضح ہو کہ حضرت امیر جذب وکشش کی انتہائی قوت رکھتے تھے۔ جب بھی کسی پر توجہ ڈالتے وہ بے خود ہو کر مردے کی طرح کھنچا چلا آتا تھا۔ (ص ۸۳/انفاس العارفین)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''معراج کی رات جب ساتویں آسمان پر پہنچ کر میں نے اوپر کو نظر اٹھائی میں نے وہاں چمک، کڑک، اور گرج دیکھی، پھر فرمایا کہ میرا گزر ایک ایسی قوم پر سے ہوا جن کے پیٹوں کا عالم یہ تھا جیسے بڑے بڑے مکان، ان کے پیٹوں میں سانپ اور بچھو بھرے ہوئے تھے جو باہر ہی سے نظر آرہے تھے۔ میں نے جبرئل امین سے پوچھا: اے جبرئل یہ کون لوگ ہیں جن کو اس دردناک عذاب نے جکڑ رکھا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ سود خور لوگ ہیں جو دنیا میں سود کھاتے تھے۔''

(کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا/سنن ابن ماجہ)

ایک دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ سود کھانے سے کوئی نہیں بچے گا اور اگر سود نہ کھائے گا تو اس تک اس کے اثرات ضرور پہنچیں گے۔ (یعنی سود دے گا یا اس کی گواہی کرے گا یا دستاویز لکھے گا یا سودی روپیہ کسی کو دلانے کی کوشش کرے گا یا سود خور کے یہاں دعوت کھائے گا یا اس کا ہدیہ قبول کرے گا)۔

(کتاب البیوع، باب اجتناب الشبہات، سنن ابو داؤد)

ایک دوسری روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود سے اگرچہ مال میں اضافہ اور زیادتی ہو جائے مگر نتیجہ یہ ہے کہ مال کم ہو گا۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سود کو چھوڑ دو اور اس چیز کو بھی جس میں سود کا شبہ ہو، اسے بھی چھوڑ دے۔''

آج کے دور میں سود سے بچنا تو دور کی بات جسے قرض دے دیا ہے اب دعوت بھی اسی کے گھر اڑائی جاتی ہیں اور اور مزے لے لے کر جہنم کی آگ سود کی شکل میں اپنے پیٹوں میں بھرتے ہیں اور کوئی شرم و حیا نہیں۔ اس موقع پر مجھے حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ یاد آتا ہے جو آپ کی تقویٰ شعار زندگی کا تابندہ نقش ہے۔

حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ ایک جنازہ میں تشریف لے گئے، دھوپ بڑی سخت تھی، اور آس پاس کوئی سایہ بھی نہ تھا جس میں آپ کھڑے ہو کر دھوپ کی شدت سے بچ جاتے۔ پاس ہی ایک مکان تھا جس کی دیواروں کا سایہ دیکھ کر لوگوں نے آپ سے عرض کیا حضور! آپ اس مکان کے سائے میں کھڑے ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: اس مکان کا مالک میرا مقروض ہے اور اگر میں نے اس کی دیوار سے کچھ فائدہ حاصل کیا تو میں ڈرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک کہیں سود لینے والوں میں شمار نہ ہو جاؤں۔ کیوں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس قرض سے کچھ نفع لیا جائے تو وہ سود ہے۔ چنانچہ آپ سخت دھوپ میں کھڑے رہے تاکہ سود کی نحوست کا داغ ان کے دامن پر نہ لگے۔ (ص ۱۸۸/ تذکرۃ الاولیاء)

حضرت عبد اللہ بن مدینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ میرے بچپن کا زمانہ تھا، اور میں روزانہ اپنے والد گرامی علیہ الرحمہ کی قبر پر قرآن خوانی کے لئے جایا کرتا تھا، ایک دن میں فجر کے بعد اندھیرے ہی میں پہنچ گیا۔ مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے کہ یہ رمضان المبارک کے مہینہ کا آخری عشرہ تھا اور رات شب قدر تھی، میں اپنے والد گرامی کی قبر کے قریب بیٹھ کر قرآن مقدس کی تلاوت میں مشغول ہو گیا۔ اس وقت وہاں میرے علاوہ اور کوئی شخص نہیں تھا، اچانک میں نے سنا کہ کوئی نہایت دلدوز اور ہیبت ناک آواز میں کراہ رہا ہے، یہ آواز جس نے مجھے گھبرا دیا تھا۔ میرے قریب ہی ایک پختہ اور سفید قبر سے آ رہی تھی۔ میں نے قرآن پاک کی تلاوت بند کر دی اور اس آواز پر کان لگا دِیے، غور کرنے کے بعد یہ معلوم کر لیا کہ یہ آواز اسی قبر میں ہونے والے عذاب کی ہے

اور قبر کا مردہ عذاب میں مبتلا ہے اور وہی اس دردناک انداز سے آہ وزاری کررہا ہے۔ یہ آواز ایسی تھی کہ جس سے آدمی کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں اور انسان گھبرا جائے۔ میں کچھ دیر اس آواز کو سنتا رہا، مگر اجالا پھیلنے لگا تو اس آواز کا آنا بند ہوگیا۔ اسی درمیان ادھر سے ایک شخص کا گزر ہوا میں نے اس شخص سے پوچھا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ اس آدمی نے بتایا کہ فلاں شخص کی ہے، اس نے جس کے بارے میں بتایا میں اسے جانتا تھا اور اس کو دیکھا بھی تھا، اس کے اکثر اوقات مسجد میں گزرتے تھے۔ تمام نمازیں اپنے وقت پر ادا کرتا تھا، اور جہاں تک میں جانتا ہوں وہ ایک انتہائی خاموش اور سنجید طبیعت کا آدمی تھا۔ میں چونکہ اس کی نیکیوں اور خوبیوں سے واقف تھا، اس لئے یہ صورت حال میرے لئے بڑی تکلیف والی تھی۔ میں نے واپس آکر اس کے دوستوں اور واقف کاروں سے اس کے احوال پوچھے تو لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص سودی کاروبار کیا کرتا تھا۔ (ص ۷۳ رموت کے عبرت انگیز واقعات)

اس واقعہ کو پڑھ کر کسی اور تبصرہ کی ضرورت نہیں رہ جاتی بس انسان خود ہی غور وفکر کرے اور اپنے آنے والے ایام کے بارے میں سوچے۔

ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: میں نے ایک شخص کو قرض دیا ہے مگر میں نے اس پر یہ شرط لگائی ہے کہ مجھے اس مال سے زائد دوگے جو میں نے تمہیں دیا ہے۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہی تو سود ہے۔

(باب الربا في الدين، مؤطا امام مالك)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ تابعی فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں سود کی شکل یہ تھی کہ ایک شخص کا دوسرے پر کوئی حق واجب الادا ہوتا جس کی میعاد مقرر ہوتی تھی۔ جب قرض کی ادائے گی کی میعاد آجاتی تو قرض دینے والا مقروض سے کہتا تم میرا حق دیتے ہو یا سود دیتے ہو؟ اگر وہ مقروض اصل مال دے دیتا تو لے لیا جاتا اور اگر وہ ادا نہ کرسکتا تو قرض کی مقدار میں اضافہ کردیا جاتا اور اس کے بدلے میں مدت بڑھادی جاتی۔

(باب الربا في الدين، مؤطا امام مالك)

یہ زمانہ جاہلیت کی بات ہے مگر ہمارے دور میں جب کہ انسان اپنے آپ کو مہذب اور متمدن کہتے نہیں تھکتا ہے، اس کے ظلم وستم کا یہ عالم ہے کہ قرض دینے سے پہلے ہی کسی غریب کا گلا گھونٹ دیتا ہے اور ایسی شرط پر ہی قرض دیتا ہے کہ جس میں سود کی مقدار پہلے متعین اور مقرر کر لی جاتی ہے اور پھر سود در سود غریبوں کے ناجائز مال سے اپنے پیٹوں کو بھرتے رہتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''ادھار کا سود زمانہ جاہلیت میں میں معروف ومشہور تھا۔اس کی شکل یہ ہوتی کہ لوگ اپنا ادھار مال اس شرط پر لوگوں کو دیتے تھے کہ اتنی مقدار ماہانہ سود دینا ہوگا، اور اصل رقم بدستور باقی رہے گی۔ جب ادائیگی کی میعاد پوری ہو جاتی تو قرض دار سے ادائے گی کا مطالبہ کرتے تھے ، اگر وہ ادائیگی سے معذور ہوتا تو میعاد بڑھا دی جاتی اور اس میعاد کے بدلے میں سود بھی بڑھا دیا جاتا، یہی وہ سود تھا جس پر جاہلیت میں عمل ہوتا تھا'' (ص۹۱/ج۷۔تفسیر کبیر)

زمانہ جاہلیت کے سود اور دور حاضر کے سود میں کوئی زیادہ فرق نہیں بلکہ یہ ترقی یافتہ دور سودی معاملہ میں چار قدم آگے بڑھ چکا جیسا کہ ہم نے گذشتہ صفحہ میں تذکرہ کیا ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سونا سونے کے بدلے میں، چاندی چاندی کے بدلے میں، کھجور کھجور کے بدلے میں، گندم گندم کے بدلے میں، جو جو کے بدلے میں اور نمک نمک کے بدلے میں بیچے جاسکتے ہیں، مگر شرط یہ ہے کہ برابر برابر ہوں اور دست بدست ہوں۔ جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو سود کا لین دین کیا لینے اور دینے والے دونوں گناہ میں برابر ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب المساقات، باب الصرف)

امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الکبائر میں لکھا ہے کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس قوم میں سود پھیلتا ہے اس قوم میں پاگل پن پھیل جاتا ہے۔

(ص۰،لکبیرۃ الثانیۃ۔ کتاب الکبائر)

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا اگر آپ کو مشاہدہ کرنا ہو تو ان لوگوں کے علاقہ میں ایک چکر لگا لینا جو حرام مال کے کاروبار میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ ان کی نسلوں میں پاگل پن کی شرح کا کیا عالم ہے۔ اور پاگل پن کا مطلب صرف یہ نہیں کہ ان کی عقلوں نے کام کرنا چھوڑ دیا بلکہ ہر وہ کام جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو ناپسند ہے، وہ کام کرنا پاگل پن ہے، ان کا جائزہ لو پتہ چلے گا شرافت کے کاموں سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہر برے کام میں سرفہرست نظر آتے ہیں، جو ان کے پاگل پن پر بین دلیل ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تو جو شخص سود کا ایک پیسہ لینا چاہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مانتا ہے تو ذرا گریبان میں منہ ڈال کر پہلے سوچ لے کہ اس کا پیسہ کا نہ ملنا قبول ہے یا اپنی ماں سے ستّر ستّر بار زنا کرنا۔ سود لینا حرام قطعی و کبیرہ وعظیمہ گناہ ہے جس کا لینا کسی طرح روا (جائز) نہیں۔ (ص ۳۰۷، ج ۱۷۔ فتاویٰ رضویہ)

وہ لوگ جو سودی کاروبار میں منہمک ہو کر فانی دنیا کو سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں اور حرام و حلال میں کوئی تمیز نہیں کرتے، جن کا مطمع نظر بس دنیا ہے کہ یہ کیسے سنور جائے ان نادان لوگوں کے لئے حضرت سیدنا ابن مطیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ جائے عبرت اور آنکھ کھولنے والا ہے۔

''حضرت ابن مطیع رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنے بارونق گھر کو دیکھا تو خوش ہو گئے مگر فوراً رونا شروع کر دیا اور کہنے لگے: اے خوبصورت مکان! اللہ رب العزت کی قسم! اگر موت نہ ہوتی تو میں تجھ سے خوش ہوتا اور اگر مجھے تاریک و تنگ قبر میں جانا نہ ہوتا تو دنیا اور اس کی رنگینیوں سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں مگر ہائے افسوس! مجھے ایک دن وہاں یقیناً جانا ہے کوئی مجھے وہاں سے بچانے والا نہیں۔ یہ کہہ کر آپ اس قدر روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔'' (ص ۲۳۲، ج ۱۴، الباب الاول فی ذکر الموت، اتحاف السادۃ المتقین)

سود خور تو یہ سمجھتا ہے کہ میں نے دنیا میں بہت کچھ کر لیا میرے پاس سب کچھ بہت

اچھا ہے میں اب کسی کا محتاج نہیں، مگر وہ شخص یہ بھول جاتا ہے کہ اس کا گھر کا گھر تباہ و برباد ہو گیا۔ جو انسان دوسروں کے گھروں کو اجاڑ کر اپنا آشیانہ تعمیر کرتا ہے، مال و دولت کی محبت میں ادھر ادھر دیوانوں کی طرح گھومتا ہے، صدقات و خیرات کو بوجھ سمجھتا ہے، یہ کم نصیب انسان یہ بھول بیٹھا کہ اپنے پیچھے یہ مال نہیں جہنم کی آگ کو تیار کر رہا ہے جو مال و دولت کی گٹھریاں اس نے جمع کی ہیں یہی ایک دن جہنم کا ایندھن بن جائیں گی جو اس حرص و ہوش کے محل کو جلا کر خاکستر کر دیں گی۔

حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو بھوکے بھیڑئے جنہیں بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال اور مرتبہ کا لالچ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتا ہے۔

(کتاب الزہد، سنن ترمذی)

حضرت ابو زکریا تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک مسجد حرام شریف میں موجود تھا کہ اس کے سامنے ایک پتھر لایا گیا جس پر ایک تحریر لکھی ہوئی تھی جسے وہ پڑھ نہ سکا۔ اس نے کسی ایسے شخص کو بلانے کے لئے کہا جو اس تحریر کو پڑھ سکے۔ چنانچہ اس کام کے لئے مشہور تابعی حضرت سیدنا وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا وہ تشریف لائے اور اس تحریر کو پڑھا اس میں لکھا تھا: اے انسان! اگر تو اپنی موت کے قریب ہونے کو جان لیتا تو لمبی لمبی امیدوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے اپنے نیک عمل میں زیادتی کا سامان کرتا اور حرص و لالچ اور دنیا کمانے کی تدبیریں کم کر دیتا۔ اے نادان انسان! یاد رکھ! اگر تیرے قدم پھسل گئے تو روز قیامت تجھے ندامت و شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا، تیرے گھر والے تجھ سے بے زار ہو جائیں گے، وہ سب کے سب تجھے تکلیف میں مبتلا چھوڑ دیں گے۔ تیرے ماں باپ اور دوست و احباب بھی تجھ سے جدا ہو جائیں گے تیری اولاد اور قریبی رشتہ دار تیرا ساتھ نہ دیں گے۔ اب تو لوٹ کر دنیا میں بھی نہ آسکے گا نہ تجھے نیکیوں کی مہلت ملے گی، پس اے غافل انسان! اس حسرت و ندامت کی گھڑی کے آنے سے پہلے

آخرت کے لئے اعمال تیار کرلے"۔ (الکتاب الخمسون/ذم الھوی)

سود خور چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ناراض گی اور غضب کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اور صرف مال کے لالچ میں لگا رہتا اور باقی سب کچھ بھول جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نہ یہ کہ صرف اس زیادتی کو ختم کر دیتا ہے بلکہ اصل مال کو بھی ختم کر دیتا ہے۔ یہاں تک اس سود خور کا انجام انتہائی فقر و مفلسی پر ہوتا ہے، جیسا کہ آج ہم اپنے ماتھے کی نظر سے اکثر سود خوروں کا آئے دن مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ اور پھر یہ انسان اتنا برا ہو جاتا ہے کہ لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں اور اسے فاسق و فاجر وغیرہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اور قیامت میں جو اس کا حشر ہوگا وہ اور بھی بھیانک اور غضب ناک ہوگا۔

معجم الکبیر کی روایت ہے جسے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سود خور اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ دیوانہ اور مخبوط الحواس ہوگا۔ (المعجم الکبیر)

ان بعیدوں اور عبرتناک واقعات کو پڑھنے کے بعد ایک سوال آپ کے ذہن میں ہوگا کہ اس منحوس چیز سے بچا کیسے جائے اور ہمارا معاشرہ اس کی بد عادت سے کیسے محفوظ رہے؟ اس کا آسان نسخہ یہ ہے کہ انسان اپنی خواہشات کو کم کر دے جیسا کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کن فی الدینا کأنک غریب" کہ دنیا میں مسافر کی طرح رہو کہ جس طرح ایک سفر کرنے والا اپنے ساتھ سامان سفر کم رکھتا ہے اسی طرح مسلمان کو چاہیئے کہ امید کم رکھے اور فکر آخرت زیادہ کرے۔

مؤمن کی فکر آخرت

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایک لونڈی ایک سو دینار میں خریدی اور ایک مہینہ تک کا ادھار کیا تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: کیا تم

اسامہ پر تعجب نہیں کرتے کہ جس نے ایک مہینہ کا ادھار کر کے لونڈی خریدی ہے۔ اس نے تو لمبی لمبی امیدیں باندھ رکھی ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں نے اپنی آنکھیں جب بھی کھولیں تو یہی خیال کیا کہ پلکیں بند کرنے سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ میری روح قبض کر لے گا اور جب میں اپنی آنکھیں اٹھاتا ہوں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ اسے نیچے کرنے سے پہلے میری روح قبض ہو جائے گی اور جب لقمہ اٹھاتا ہوں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ اس کے نگلنے سے پہلے پہلے موت آ جائے گی۔ پھر فرمایا: اے انسانو! اگر تمہیں عقل ہے تو اپنے آپ کو مردہ لوگوں میں شمار کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جس بات کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ آنے والی ہے اور تم اسے عاجز نہیں کر سکتے۔" (ص ۳۵۵/ج ۷، باب الزھد، شعب الایمان)

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے حکایت بیان کی ہے کہ آپ اپنے ایک بھائی کے جنازے میں جا رہے تھے اور ساتھ ہی زار و قطار روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ یعنی قسم بخدا! میری آنکھیں اس وقت تک ٹھنڈی نہیں ہو سکتیں جب تک مجھے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ میں اس کی بارگاہ میں کس حال میں پیش کیا جاؤں گا۔ اور بات بھی طے ہے کہ جب تک سانسوں کا تار جسم سے بندھا ہوا ہے میں اس تعلق سے کچھ جان بھی نہیں سکتا۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"الا اخبر کم بفقری یوم اوضع فی قبری"

یعنی تم اندازہ نہیں کر سکتے کہ جس دن میں لحد میں رکھا جاؤں گا اس وقت میرے فقر و مفلسی کا عالم کیا ہوگا!۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص جتنی کثرت سے موت کو یاد کرے گا اس کی برکت سے اسے ایسا لگے گا جیسے وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری میں ہے۔ اور جو شخص موت کی یاد سے جتنا زیادہ غافل ولاپرواہ ہوگا وہ خود کو جہنم کے گڈھوں میں سے ایک گڈھے میں پائے گا۔

حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں اپنی خاطر پیش گی طور پر ایک قبر کھودرکھی تھی ۔ جب کبھی آپ اپنے دل کے اندر کچھ قساوت وسختی محسوس فرماتے تو خود کو اسی گڈھے میں ڈال کر کچھ دیر تک چت لیٹے رہتے ،اور فرماتے : میرے مولیٰ ! مجھ پر رحم فرما (اور مجھے ایک بار پھر دنیا میں واپس بھیج دے)شاید اب میں کچھ عمل خیر کا ذخیرہ اکٹھا کرلوں ۔ پھر خود ہی کہتے : اے ربیع ! چل تجھے دوبارہ پلٹا دیا گیا (یعنی دنیا میں دوبارہ بھیج دیا گیا) تو اب خود عمل خیر کے لئے وقف کردے قبل اس کے کہ پھر تجھے کبھی پلٹ کر آنا نصیب نہ ہو۔

(ص ۱۲۴، ۱۲۵ / ایسے تھے میرے اسلاف)

انسان کی یہ فطرت ہے کہ اسے جتنا بھی مال دے دیا جائے مگر وہ اسے کم ہی سمجھتا ہے اور دوسرے مال کی طرف بھاگتا ہوا نظر آتا ہے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر انسان کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کی تمنا کرے گا اور انسان کے پیٹ کو صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ اور جو شخص توبہ کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ (کتاب الزکوٰۃ / صحیح مسلم)

سود سے کیسے بچا جائے؟

حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سود سے بچنے کی کچھ تدابیر بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

”شریعت مطہرہ نے جس طرح سود لینا حرام فرمایا اسی طرح سود دینا بھی حرام کیا ہے ۔ حدیثوں میں دونوں پر لعنت فرمائی گئی ہے اور فرمایا کہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ آج کل سود کی اتنی کثرت ہے کہ قرض حسن جو بغیر سودی ہوتا ہے بہت کم پایا جاتا ہے دولت والے کسی کو بغیر نفع روپیہ دینا چاہتے نہیں اور جاہل اپنی حاجت کے سامنے اس کا لحاظ بھی نہیں کرتے کہ سودی روپیہ لینے میں آخرت کا کتنا عظیم وبال ہے اس سے بچنے کی کوشش کی جائے ۔ لڑکے لڑکی کی شادی ، ختنہ اور دیگر تقریبات شادی وغمی میں اپنی وسعت سے زیادہ

خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ برادری اور خاندان کے رسوموں میں اتنے جکڑے ہوئے ہیں کہ ہر چند کہیے ایک نہیں سنتے، رسوم میں کمی کرنے کو اپنی ذلت سمجھتے ہیں۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو اولاً تو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ ان رسوم کے جنجال سے نکلیں، چادر سے زیادہ پاؤں نہ پھیلائیں اور دنیا اور آخرت کے تباہ کن نتائج سے ڈریں۔ تھوڑی دیر کی مسرت یا ابنائے جنس میں نام آوری کا خیال کر کے آئندہ زندگی کو تلخ نہ کریں۔ اگر یہ لوگ اپنی ہٹ (ضد) سے باز نہ آئیں قرض کا بارگراں اپنے سر ہی رکھنا چاہتے ہیں بچنے کی سعی نہیں کرتے جیسا کہ مشاہدہ اسی پر شاہد ہے تو اب ہماری دوسری فہمائش ان مسلمانوں سے یہ ہے کہ سودی قرض کے قریب نہ جائیں کہ نص قطعی سے ثابت ہے اس میں برکت نہیں اور مشاہدات وتجربات بھی یہی ہیں کہ بڑی بڑی جائدادیں سود میں تباہ ہو چکی ہیں۔

یہ سوال اس وقت پیش نظر ہے کہ جب سودی قرض نہ لیا جائے تو بغیر سودی قرض کون دے گا پھر ان دشواریوں کو کس طرح حل کیا جائے۔ اس کے لئے ہمارے علمائے کرام نے چند صورتیں ایسی تحریر فرمائی ہیں کہ ان طریقوں پر عمل کیا جائے تو سود کی نجاست ونحوست سے پناہ ملتی ہے اور قرض دینے والا جس ناجائز نفع کا خواہش مند تھا اس کے لئے جائز طریقہ سے نفع حاصل ہوسکتا ہے۔ صرف لین دین کی صورت میں کچھ ترمیم کرنے پڑے گی۔ مگر ناجائز وحرام سے بچاؤ ہو جائے گا۔

شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ دل میں جب یہ ہے کہ سود یکر ایک سو دس لئے جائیں پھر سود سے کیوں کر بچے ہم اس کے لئے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ شرع مطہرہ نے جس عقد کو جائز بتایا ہو وہ محض تخیل سے ناجائز وحرام نہیں ہوسکتا۔ دیکھو اگر روپے سے چاندی خریدی اور ایک روپیہ کی ایک بھر سے زائد لی یہ یقیناً سود وحرام ہے صاف حدیث میں تصریح ہے، "الفضة بالفضة مثلا بمثل یدا بید والفضل ربا"۔ اور اگر مثلاً ایک گنی جو پندرہ روپے کی ہو اس سے پچیس روپے بھر یا اس سے زیادہ چاندی خریدی یا سولہ آنے پیسوں کی دو روپیہ بھر خریدی اگرچہ اس کا مقصود بھی وہی ہے کہ چاندی زیادہ لی جائے مگر سود نہیں اور

یہ صورت یقینا حلال ہے ۔حدیث صحیح میں فرمایا: ''اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم'' معلوم ہوا کہ جواز و عدم جواز نوعیت عقد پر ہے ۔عقد بدل جائے گا حکم بدل جائے گا۔اس مسئلے کو زیادہ واضح کرنے کے لئے ہم دو حدیثیں ذکر کرتے ہیں ۔

صحیحین میں ابو سعید خدری و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا حاکم بنا کر بھیجا تھا، وہ وہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عمدہ کھجور لائے ۔ارشاد فرمایا: کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہوتی ہیں؟ عرض کی نہیں یا رسول اللہ !۔ہم دو صاع (صاع: ناپنے کا ایک پیمانہ یا برتن) کے بدلے ان کھجوروں کا ایک صاع لیتے ہیں اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں ۔فرمایا: ایسا نہ کرو، معمولی کھجوروں کو روپیہ سے بیچو پھر روپیہ سے اس قسم کی کھجوریں خریدا کرو اور تول کی چیزوں میں بھی ایسا ہی فرمایا۔صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں برنی کھجوریں لائے ۔ارشاد فرمایا: کہاں سے لائے ؟ عرض کی: ہمارے یہاں خراب کھجوریں تھیں، ان کے دو صاع کو ایک صاع کے عوض میں بیچ ڈالا ۔ارشاد فرمایا: افسوس یہ تو بالکل سود ہے، ایسا نہ کرنا ہاں! ان کے خریدنے کا ارادہ ہو تو اپنی کھجوریں بیچ کر پھر ان کو خریدو۔''

(ص ۷۷۶/۷۷۷/ ج ۲، بہار شریعت مکتبۃ المدینۃ)

اِن باتوں کو غور سے پڑھ لیں اور بہت معاملات میں سود سے بچنے کی فکر رکھیں ۔

ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ آج کل بینکوں سے قرض خوب لیا جا رہا ہے اور کہیں نہ کہیں انسان اس کے لئے مجبور ہے ایسی صورت میں کیا کیا جائے ؟ اس سلسلے میں علماء کرام فرماتے ہیں: اولاً یہ بات جان لینا ضروری ہے کہ کافروں کی تین قسمیں ہیں ۔ذمی، مستامن، اور حربی ۔ذمی وہ کافر ہیں جو دارالاسلام میں رہتے ہوں اور بادشاہ اسلام نے ان کی جان و مال کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی ہو ۔اور مستأمن وہ کافر ہیں جو کچھ وقت کے لئے دارالاسلام میں آ گئے ہوں اور وہاں رہتے ہوں ۔ظاہر سی بات ہے کہ ہمارے ہندوستان

کے کافر نہ تو کافر ہیں اور نہ ہی مستأمن بلکہ وہ تیسری قسم یعنی کافر حربی ہیں۔ جیسا کہ ملا احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"ان هم الا حربي وما يعقلها الا العالمون"(ص۳۰۰، تفسیرات احمدیہ)

اور ہمارے ہندوستان میں حکومت کافروں کے ہاتھوں میں ہے، اور مسلمان اور کافر کے درمیان سود نہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔ "لا ربا بين المسلم والحربي فی دار الحرب" اور دار الحرب کی قید واقعی ہے نہ کہ احترازی لہٰذا یہاں کی حکوت کے بینکوں سے نفع لینا جائز ہے۔ مگر دینا ناجائز ہے ہاں اگر تھوڑا نفع دینے میں اپنا نفع زیادہ ہوتو یہ صورت جائز ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار میں ہے "الظاهر ان الاباحة يفيد نيل المسلم الزيادة وقد الزم الاصحاب فی الدرس ان مرادهم من حل الربا والقمار ما اذا حصلت الزيادة للمسلم۔"(ص۱۸۸ / ج۴ / ردالمحتار)

لہٰذا بینک یا کسی کمپنی سے لون لے کر اپنا بزنس چلانا اس وقت جائز ہے جب کہ اس کی ضرورت ہو یا اس کی ایسی حاجت ہو کہ اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا یا چل سکتا ہے مگر بہت دشواری سے اور یہ صورت حاجت شدیدہ کی ہے اور اس میں نفع مسلم بھی زیادہ ہے لہٰذا یہ جائز ہے۔ (اس کو ایک مثال سے یوں سمجھ لیں کہ ایک شخص کرایہ کے مکان میں رہتا ہے اس کا اپنا مکان نہیں ہر ماہ وہ دس ہزار روپیہ مکان مالک کو کرایہ دیتا ہے۔ اب اگر وہ شخص بینک سے قرض لے کر مکان خرید لے یا بنالے اور جو دس ہزار دوسرے کو مکان کا کرایہ ادا کرتا تھا اس کو بینک کو قسط وار دیتا رہے تو یہ جائز ہے کہ اس میں نفع مسلم ہے کہ کچھ دنوں میں یہ اپنے مکان کا مالک ہو جائے گا)

حضور مفتی اعظم علامہ مصطفی رضا خان علیہ الرحمہ نے بھی بینک سے لون لینے کو انہیں صورتوں میں جائز قرار دیتے ہیں کہ اس میں مسلمانوں کا نفع کثیر ہے، مگر یہ اجازت مطلقاً نہیں ہے بلکہ اس شرط سے مشروط ہے کہ جس کام کے لئے لون لے رہا ہے یہ اس کی شرعی ضرورت ہو کہ بغیر اس کے کوئی چارہ نہ ہو یا ہو کہ کام تو چل جائے گا مگر مشقت سے چلے گا۔

(جیسا کہ اوپر کی مثال سے ظاہر ہے۔)

اور لیتے وقت اسے پورا اعتماد ہو کہ مدت مقررہ میں قسطیں ادا کردے گا تو جائز ہے کہ اس میں بینک کا تھوڑا فائدہ ہے لیکن مسلمان کا نفع زیادہ ہے۔ بہار شریعت میں ہے ''اگر اس طرح بھی قرض نہ مل سکے تو صحیح شرعی مجبوری کی صورت میں سودی قرض لینا جائز ہے'' (حصہ ۱۱ بہار شریعت) اور الاشباہ میں ہے ''فی القنیۃ و البغیۃ یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح'' (ص ۹۲، الاشباہ والنظائر)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: ''سود دینے والا اگر حقیقۃً صحیح شرعی مجبوری کے سبب دیتا ہے اس پر الزام نہیں درمختار میں ہے ''یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح''، اور اگر بلا مجبوری شرعی سود لیتا ہے مثلاً تجارت کو مزید بڑھانے یا جائداد میں اضافہ کرنے یا محل اونچا بنوانے یا اولاد کی شادی میں بہت کچھ لگانے کے لئے سودی قرض لیتا ہے تو وہ بھی سود کا کھانے والے کے مثل ہے'' (ص ۲۴۳/ج ۴/فتاوی رضویہ)

تمت بالخیر

رفیق ملت اکیڈمی

منزل کی طرف بڑھتے قدم!

اس سے قبل اکیڈمی کا کچھ تعارف آپ نے ملاحظہ کیا، الحمدللہ! اکیڈمی کے زیر اہتمام اب تک کئی اہم کام ہو چکے ہیں۔ دعوت و تبلیغ، تعلیم و تعلم کے ساتھ اصلاحی پروگرام جس کے تحت اب تک ایمان و عقیدہ کو سنوارنے والی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کے علاوہ اکیڈمی کے روح رواں حضرت علامہ مفتی محمد عابد رضا مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی اب تک چار کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں اور پانچویں کتاب (رزق حلال اور سود) آپ کے ہاتھوں میں ہے (یہ کتاب مخیر قوم وملت عالی جناب عبدالمتین صاحب کدل واڑی پونہ کے تعاون سے شائع ہوئی، اللہ ان کو اور جملہ اہل خانہ کو تمام آفات زمینی و آسمانی سے محفوظ فرمائے۔ آمین

فیض رضا اور برکاتی کرم لے کر اکیڈمی کا اگلا قدم عظیم الشان اور تاریخی ہے، شہر عقیدت و محبت بریلی شریف کے تاریخی قصبہ بشارت گنج میں علم و عرفان نبوی کی شمع جلانے کے لئے ایک بڑا ادارہ "برکات عائشہ شریعہ کالج" قائم کرنے جارہی ہے۔ رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ کے بعد تعلیم کا آغاز ان شاء اللہ العزیز ہو جائے گا۔

چونکہ دور رواں بڑا پر آسوب ہے، ایمان سوز طاقتیں مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ پر شب خون مارنے کے لئے ان کی دہلیز تک پہنچ چکی ہیں ایسے میں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم بہت زیادہ کچھ نہ کر کے اپنے اور اپنی نسل کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کا سامان مہیا کریں اور اس کام کے لئے مسلمانوں کو اپنے وقت اور سرمایہ دونوں کی قربانی دینی ہوگی۔ نسل نو جہاں ہزار برائیوں کا سامنا کر رہی ہے وہیں اس میں دینی بیداری بھی نظر آرہی ہے۔ اس کے لئے ہمیں جاگتے رہنا ہوگا، مفتی صاحب قبلہ درد کو محسوس کر کے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اے خدا ان کے عزائم کو تو کر اور بلند۔ ع

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخری زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اس لئے اکیڈمی اس دینی فریضہ کی ادائے گی کے لئے آپ کو تعاون کی دعوت دیتی ہے، اس علمی تحریک میں آپ حضرت مفتی صاحب کے دست و بازو بنیں تا کہ یہ کام جلد از جلد پایہ تکمیل کو پہنچے۔ اور پرچم عظمت اسلام نہ جھکنے پائے۔ ع

اللہ رب العزت اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ اور جملہ اہل خیر کو دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا فرمائے آمین۔ عرض گزار: محمد الیاس قادری بشارت گنج بریلی شریف

RAFIQUE-E-MILLAT ACADEMY

VILL- BUNCHI PO SHISHGARH DIST BAREILLY SHAREEF (U.P.)-243505

Mob.: 9421192786 / 9897838283, e-mail: mabidrazamisbahi@gmail.com